علی گڑھ بچوں کا گھر

یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت کا ایک ماڈل ادارہ

آفس: آزاد نگر، دودھ پور روڈ، علی گڑھ 200202

فون:09358256899

آپکو اس بات سے خوشی ہوگی کہ علی گڑھ میں یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے علی گڑھ بچوں کا گھر کے نام سے یہ ادارہ مارچ 1998 سے قائم ہے۔

اس وقت 100 بچوں کے قیام وطعام اور تربیت کا پورا انتظام مفت ہے۔

ان بچوں کو معیاری اسکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے اور انہیں اسلامی تربیت اور ذہین طالب علم بنانے کی بھرپور کوشش ہمارے پروگرام کا اہم حصہ ہے۔

اس سیشن میں KG سے کلاس 8th تک بچوں کے **داخلے** کی گنجائش ہے

فوری رابطہ کریں

سیکریٹری ادارہ ہذا

''اس شخص سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔'' (قرآن)

سہ روزہ دعوت

نئی دہلی

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ کی بعض اہم کتب

رسومات محرم الحرام اور سانحۂ کربلا	صفحات:120	قیمت-/40
زکوٰۃ، عشر اور صدقۃ الفطر کے مسائل	صفحات:144	قیمت-/58
حقوق الاولاد	صفحات:80	قیمت-/40
حقوق الزوجین	صفحات:64	قیمت-/22
حقوق العباد	صفحات:80	قیمت-/40

دار العلوم دیو بند، جامعہ سلفیہ بنارس، دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جامعۃ الفلاح بلریا گنج کے نصاب پر مشتمل کتابیں اور ان کی شروحات کے علاوہ ہر قسم کی دینی اور علمی کتب بھی ہم سے طلب کریں۔

مکتبۃ الفہیم مؤناتھ بھنجن یوپی

Maktaba Al-Faheem

1st Floor Raihan MarketDhobia Imli Road

Sadar Chowk MaunathBhanjan (U.P.)275101

Ph: 0547-2222013 (S) 2520197 (R) Mob.9889123129|9236761526

پہلی منزل ریحان مارکیٹ، صدر چوک، مؤناتھ بھنجن، مئو (یوپی) ۲۷۵۱۰۱

● جلد:۵۷ ● شمارہ:۱۴ ● ۱۰رفروری ۲۰۰۹ء ● 10 Feb. 2009 ● منگل ● ۱۴رصفر المظفر ۱۴۳۰ھ ● قیمت= Rs.5/ ● سعودی عرب اور دیگر خلیجی ملکوں کیلئے ۲رریال ● Posting: 8 Feb. 2009 Sunday

اقلیتوں کو قانونی طور پر حقوق حاصل ہیں عملی طور پر نہیں

حال ہی میں قومی اقلیتی کمیشن کے زیر اہتمام نئی دہلی میں ریاستی اقلیتی کمیشنوں کا سالانہ اجلاس ہوا تھا۔ جس میں نائب صدر جمہوریہ محمد حامد انصاری نے اقلیتوں کے حقوق کے سلسلہ میں وہ بات کہہ دی جو مسلمان آزادی کے بعد سے کہتے آرہے ہیں۔ نائب صدر جمہوریہ نے مسلمانوں کے جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے صاف صاف کہہ دیا کہ اقلیتیں اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ قانون کے مطابق تو انہیں تمام حقوق حاصل ہیں لیکن عملی میدان میں حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے اور اس کی تصدیق بھی ہوچکی ہے۔ اس لئے اقلیتوں کی حالت بہتر بنانے کی سخت ضرورت ہے۔ 21رجنوری کے انڈین ایکسپریس کی رپورٹ کے مطابق مسٹر انصاری نے، جو قومی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں اور اقلیتوں اور اقلیتی کمیشن کو درپیش مسائل سے اچھی طرح واقف ہیں، کہا کہ قومی اقلیتی کمیشن اور اس کی ریاستی سطح کی یونٹوں کا قیام اگرچہ اقلیتوں کے مفادات کے تحفظ اور ان میں سلامتی کا احساس پیدا کرنے کی غرض سے کیا گیا تھا لیکن تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ شکایتوں کے ازالہ اور مسائل کے حل کے سلسلہ میں یہ طریقہ کار کچھ حد تک بے اثر ثابت ہوا ہے۔ اس کی وجہ قوت ارادی کی کمی اور طریقہ کار کا ڈھیلا پن ہے۔ نائب صدر جمہوریہ نے یہ تجویز پیش کی کہ حکومت اقلیتوں میں احساس تحفظ پیدا کرنے کی غرض سے ایک تو درج فہرست ذات وقبائل (انسداد مظالم) قانون 1989ء کی طرز پر کوئی قانون بنائے، دوسرے قومی اقلیتی کمیشن کو معاملات کی تفتیش کے لئے اسی طرح کے اختیارات دینے پر غور کرے جس طرح کے اختیارات قومی انسانی حقوق کمیشن اور درج فہرست ذات وقبائل کمیشن کو دیے گئے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ نائب صدر جمہوریہ نے کہا ہے کہ قانونی طور پر اقلیتوں کو تمام حقوق حاصل ہیں لیکن عملی طور پر انہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہے۔ وہ دوسرے درجہ کے شہری بن کر رہ گئے ہیں۔ ورنہ 60 برسوں میں جو مسلمان ملک کے ہر شعبہ میں اکثریتی فرقہ کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں آج ان کی حالت سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق دلتوں سے بدتر نہیں ہوتی۔ اقلیتوں کی سماجی، معاشی، سیاسی اور تعلیمی حالت ہی بتاتی ہے کہ ازروئے قانون انہیں جو حقوق حاصل ہیں، عملی میدان میں تمام حقوق حاصل نہیں ہیں۔ صرف مساوات اور برابری کا نعرہ دیا جاتا ہے اور حقوق کی فراہمی کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ ملک میں دوسری قومیں دن بدن آگے بڑھتی جارہی ہیں اور مسلمان دن بدن پسماندہ ہوتے جارہے ہیں۔ ان کے مسائل کم ہونے کے بجائے بڑھتے جارہے ہیں۔

قومی اقلیتی کمیشن کو جن مقاصد کے لئے بنایا گیا تھا اس کے اختیارات دیکھ کر کوئی بھی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ مقاصد حاصل ہوجائیں گے۔ ہر سال حکومت کو پیش کردہ کمیشن کی رپورٹوں کا جو حشر ہوتا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ بعض ریاستوں میں تو ابھی تک اقلیتی کمیشن تک نہیں بنایا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں اسے کتنی اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ اقلیتی کمیشن صرف اقلیتوں کے جذبات واحساسات اور ان کے مسائل کو حکومت تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے کہ کوئی بھی قانونی کارروائی کرنے کا اسے اختیار نہیں ہے۔ صرف رپورٹیں تیار کرنے کا ایک محکمہ ہے۔ یہی حال اقلیتی مالیاتی کارپوریشن حتیٰ کہ اقلیتی وزارت جیسے اقلیتوں سے متعلق تمام سرکاری محکموں کا ہے۔ سبھی برائے نام ہی ہیں اقلیتوں کو ان سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ ان پر سیاست سے الٹے انہیں نقصان ہی پہنچتا ہے۔

نائب صدر جمہوریہ نے جو باتیں کہی ہیں، تجربات کی بنیاد پر کہی ہیں، وہ جب قومی اقلیتی کمیشن کے چیئرمین تھے تو انہیں بہت گہرائی سے مسلمانوں کے حالات اور مسائل کو دیکھا اور ساتھ ہی یہ بھی محسوس کیا کمیشن انہیں حل کرنے میں کتنا اہل ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہی انہوں نے مذکورہ نتیجہ اخذ کیا ہوگا۔ ان کی یہ بات کافی غور طلب ہے کہ اقلیتیں اپنے بنیادی حقوق تک سے محروم ہیں۔ بظاہر قانون کے مطابق تو انہیں تمام حقوق حاصل ہیں لیکن عملی میدان میں حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے اور اس کی تصدیق رنگناتھن مشرا کمیشن، سچر کمیٹی اور دیگر کمیشنوں اور کمیٹیوں کی تحقیقاتی رپورٹوں سے ہوچکی ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ اقلیتی کمیشن کی رپورٹوں کی طرح خاص طور سے اقلیتوں کے مسائل کا جائزہ لینے کے لئے تشکیل دیے گئے کمیشنوں اور کمیٹیوں کی رپورٹیں بھی فائلوں کی زینت بن جاتی ہیں جنہیں اس وعدے کے ساتھ تشکیل دیا جاتا ہے کہ حکومت ان کی رپورٹوں کی روشنی میں اقلیتوں کے مسائل حل کرے گی۔ رنگناتھن کمیشن اور اس سے قبل کے دیگر کمیشنوں کی رپورٹوں کا جو حشر ہوا سبھی نے دیکھا اور اب سچر کمیٹی کی رپورٹ کا حشر ہم سبھی دیکھ رہے ہیں جسے مرکز کی موجودہ یوپی اے سرکار نے مسلمانوں کے سماجی، معاشی اور تعلیمی حالات کا پتہ لگانے کے لئے تشکیل دیا تھا۔ ڈھائی سال میں کمیٹی نے بڑی مشکل سے اپنی رپورٹ تیار کرکے مرکز کو سونپی اور ڈھائی سال رپورٹ کے نفاذ کا وعدہ کرنے میں گزر گئے اب لوک سبھا انتخابات کا اعلان ہونے والا ہے۔ جب صورتحال یہ ہوگی تو اقلیتوں کے مسائل کے حل کی امید کس طرح کی جاسکتی ہے۔

ایسی بات نہیں ہے کہ حکومت کو ان سب باتوں کا پتہ نہیں ہوتا یا اسے احساس نہیں ہوتا، اسے سب کچھ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ بھی جانتی ہے کہ اقلیتیں اس سے کیا چاہتی ہیں لیکن وہ سبز باغ دکھانے سے زیادہ کچھ نہیں کرنا چاہتی۔ یہی وجہ ہے کہ وقتی طور پر مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے بار بار کمیشن یا کمیٹی تشکیل دی جاتی اور وقت گزرنے کے ساتھ معاملہ کو ٹھنڈے بستے میں ڈال دیا جاتا ہے جیسا کہ رنگناتھن مشرا کمیشن کی سفارشات کے ساتھ ہوا اور اب سچر کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ ہورہا ہے۔ اگر ایسے اقدامات کا مقصد اقلیتوں کو فائدہ پہنچانا ہوتا تو نئے نئے کمیشن تشکیل دینے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی، سابقہ کمیشنوں کی رپورٹوں اور سفارشات کی روشنی میں اقدامات کئے جاتے۔ اقلیتوں کی بہبود وترقی کے معاملہ میں نہ تو حکومت کی نیت ٹھیک ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے جس قوت ارادی کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کے اندر پائی جاتی ہے۔ اس طرح کے کمیشن تشکیل دینے والی حکومت کا مقصد بھی سیاسی فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ اور اپوزیشن بھی اس کی آڑ میں سیاسی فائدہ اٹھاتی ہے۔ حقیقت میں جس کو فائدہ پہنچنا چاہئے تھا۔ اس کو نقصان پہنچتا ہے۔ آزادی کے بعد سے ملک کی اقلیتیں اسی صورت حال سے دوچار ہیں اور ان کی پریشانی کم ہونے کے بجائے دن بدن بڑھتی جارہی ہے۔ وقت کے ساتھ مسائل بھی بڑھ رہے ہیں۔ (ص ن)

بھکاریوں کی تعداد میں اضافہ کا ذمہ دار کون؟

ایک طرف سامان عیش وعشرت کی چمک دمک ہے۔ جس کی قدم قدم پر طرح طرح سے بڑے پیمانہ پر پبلسٹی کی جاتی ہے اور جس سے ہر شخص کے اندر لالچ، طلب، ہوس اور تڑپ آتش فشاں کی شکل اختیار کرتی ہے اور ہر شخص ان کے حصول کے لئے دیوانہ بنا ہوا ہے دوسری طرف بے روزگاری غربت وافلاس ہے ایسے میں ایک طرف لوگ جرائم کی راہ اختیار کررہے ہیں تو دوسری طرف بھکاری بن کر آسانی دولت کے ڈھیر سمیٹ رہے ہیں جو موقع ملنے پر چوری، ڈکیتی، جیب تراشی اور رہزنی جیسے جرائم کے میدانوں میں بھی حیثیت، طاقت وقوت اور صلاحیت کے حساب سے قسمت آزمائی کرلیتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق راجدھانی دہلی میں بھکاری روزانہ ۲۰۰ سے ۵۰۰ روپے تک کمالیتے ہیں۔ بعض مقامات پر تو ان کی یومیہ آمدنی ہزاروں تک پہنچ جاتی ہے۔ دہلی سرکار کی طرف سے دہلی یونیورسٹی کے سوشل ورک ڈپارٹمنٹ کے ذریعہ کرائے گئے سروے سے پتہ چلا ہے کہ اس وقت راجدھانی میں بھکاریوں کی تعداد تقریباً ۶۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ جب کہ اس میں ہر روز اضافہ ہورہا ہے۔ بھیک مانگنے کا کاروبار اس قدر نفع بخش ہے کہ گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ تک اس میں شامل ہوگئے ہیں۔ جس طرح سرکاری دفاتر میں چپراسی اور کلرک کے لئے پوسٹ گریجویٹ اور ایم فل تک اپلائی کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ رکشہ چلاتے، بوجھ ڈھوتے اور چھوٹے چھوٹے کام کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ چوری، ڈکیتی، جیب تراشی رہزنی اور اب ترقی یافتہ جدید کرائم پروفیشن یا مجرمانہ پیشہ اغوا برائے تاوان یا پھروتی کے لئے اغوا اور سپاری لے کر قتل میں بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ ملوث پائے جاتے ہیں اور کچھ اور نہ کرپانے یا کچھ اور کرنے کی ہمت وصلاحیت نہ ہونے پر بھیک مانگنے بھی گریجویٹ و پوسٹ گریجویٹ دیکھے جاتے ہیں جن میں کچھ دہلی کے قدیم باشندے بھی ہیں البتہ بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو دوسری ریاستوں سے روزگار کی تلاش میں دہلی آئے تھے اور کوئی روزگار یا کاروبار نہ ملنے پر بغیر خرچ اور محنت کے محض عزت نفس اور ضمیر کو کچل کر اچھی کمائی والا پیشہ بھیک مانگنے کا سلسلہ شروع کردیا۔ شروع میں پریشانی کی وجہ سے کچھ جھجکتے، شرماتے کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے تھے پھر آہستہ آہستہ شرم وغیرت سب ختم ہوگئی۔ ایک دوسرے کو دیکھا دیکھی ہمت بڑھتی گئی کہ بہت سے بھائی بند اس پیشہ میں مصروف پائے تو نیا حوصلہ پیدا ہوگیا۔ اب شرم وغیرت کی بجائے جرأت وہمت اور دھینگا مشتی سے بھی کام لینے لگتے ہیں۔ باہم علاقوں کی اور علاقوں میں دنوں کی بھی تقسیم کرلیتے ہیں۔ اپنے کچھ مخصوص ضابطے اور قانون بھی مقرر کررکھے ہیں جن کی خلاف ورزی پر باہم لڑ بھی بیٹھتے ہیں۔

بھکاری کمائی زیادہ کرنے کے لئے طرح طرح کی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔ کچھ لوگ بہت خوش پوش اور باعزت نظر آتے ہیں۔ اپنے ساتھ بیویوں، جوان بیٹوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی لے آتے ہیں۔ اٹیچی سوٹ کیس بھی لئے گھومتے ہیں کہتے ہیں سفر کے دوران ریل یا موٹر میں کسی نے جیب کاٹ لی گھر پہنچنا ہے۔ ہم بھکاری نہیں ہیں عزت والے ہیں کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے شرم آتی ہے۔ کوئی انتظام ہوجائے تو گھر پہنچ جائیں۔ یقیناً کچھ لوگ واقعی مصیبت زدہ بھی ہوتے ہیں ان کی جائز ضروریات بھی ہوتی ہیں لیکن ایسے لوگ بار بار کبھی اس علاقہ میں تو کبھی اس علاقہ میں مانگتے اور اس طرح کی تدابیر اختیار کرتے جاتے ہیں تو ان کی حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے جس سے واقعی ضرورت مندوں پر بھی یقین نہیں آتا اور ان کا بھی حق مارا جاتا ہے۔ آج کل جہاں جہیز کے خلاف آواز بلند کرنے کا ایک فیشن بن گیا ہے کچھ لوگ مسجدوں میں یہ اعلان کرتے بھی دیکھے جاتے ہیں کہ بیٹیاں جوان ہوگئی ہیں ان کی شادیاں کرنی ہیں جہیز کا سامان کرنا ہے اللہ کے واسطے مدد کردیجئے حالانکہ ہر لڑکے والا جہیز نہیں مانگتا۔ جیسا لڑکے والا ہوتا ہے ویسا ہی لڑکی والا ہو تو سادگی سے بھی شادی ہوجاتی ہے۔ لڑکی والے ضرورت مند ہوں تو پڑوسی بھی خود بخود آگے بڑھ کر مدد کردیتے ہیں اور سہارا لگادیتے ہیں مگر ایسے لڑکی والے آج کل بکثرت دیکھے جارہے ہیں جو اپنی شان بڑھانے کے لئے خود جہیز کی پیشکش کرتے ہیں کچھ پوچھتے ہیں آپ بتایئے آپ کی مانگ کیا ہے کچھ کہتے ہیں یہ یہ سامان جہیز میں دیں گے۔ شادی میں اتنا اور اتنا خرچ کریں گے جب کہ بیٹوں کو بیٹیوں کی طرح اولاد مان کر وراثت میں حصہ دینے کی بات کوئی نہیں کرتا۔ کچھ لوگ اسپتالوں کے کچھ کاغذات اور ایکسرے وغیرہ لے کر آتے ہیں کہ علاج کرانا ہے۔ اس گھناؤنے جرم کے فروغ میں وہ لوگ سب سے بڑے ذمہ دار ہیں جو غیر اسلامی تصور کے تحت ہر سائل کو کچھ نہ کچھ دینا ضروری سمجھتے ہیں ان کی ضرورت پوری کرنے کی بجائے ایک ایک روپیہ دے کر ان کی غیرت وحمایت کو کچلتے ہیں۔ (ع ق)

بلا تبصرہ

دو پولیس والوں کے ذریعے چھ سالہ بچی کی پٹائی کا واقعہ انسانیت سوز اور انتہائی شرمناک حرکت ہے۔ یہ واقعہ اتر پردیش میں امن وامان کی خراب اور افسوسناک صورتحال کی تصدیق کرتا ہے۔ اس سے زیادہ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ جس وقت اس بچی کی پٹائی کی جارہی تھی چھ پولیس والے (خاموش تماشائی بنے) اسے دیکھ رہے تھے۔

منجو ناتھ، آر گودار، دھارواڑ

ہندو، ۵رفروری ۲۰۰۹ء

خبر ونظر

سرمایہ داری اور بے پردگی

اپنی مشہور زمانہ کتاب ''پردہ'' میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بے پردگی اور اس کی فتنہ سامانیوں سے بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی کو فروغ صنعتی انقلاب کے نتیجے میں ملا، جو سرمایہ دارانہ نظام کی سرپرستی میں برپا ہوا تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام نے عام شہریوں کی قوت خرید بڑھائے بغیر صنعت کاروں اور تاجروں کو لوٹ کھسوٹ کے نئے نئے طریقے بتادئے۔ ان طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ انسانوں کے اندر مصنوعی ضروریات پیدا کی جائیں۔ ان مصنوعی ضروریات میں سے ایک ضرورت تھی عورت کے اندر فیشن اور نمائش حسن کا داعیہ پیدا کرکے اسے گھر سے باہر نکالنا اور دفتروں، بازاروں کی زینت بنانا، پھر'' کچھ لوگوں نے زینت وآرائش کے عجیب سامان نکالے اور ان کو خوب پھیلایا تاکہ عورتوں کے پیدائشی جذبہ حسن آرائی کو بڑھا کر دیوانگی تک پہنچادیں اور اس طرح دونوں ہاتھ سے دولت سمیٹیں۔ کچھ لوگوں نے لباس کے نئے فیشن نکالے اور خوبصورت عورتوں کو مقرر کیا کہ انہیں پہن کر پھریں تاکہ نوجوان مرد کثرت سے ان کی طرف راغب ہوں اور نوجوان لڑکیوں میں ان لباسوں کے پہننے کا شوق پیدا ہو، اور اس طرح موجد لباس کی تجارت فروغ پائے۔'' (صفحہ:۵۲)

برطانوی بینک کا اقدام

''پردہ'' ستر سال پہلے کی تحریر ہے۔ اس عرصے میں آزادی نسواں کی تحریک نے وہ تمام مظالم انسانی سوسائٹی پر ڈھائے جن سے مولانا موصوف اور ان جیسے چند مفکروں نے خبردار کیا تھا۔ اور اب جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی نے تو اس بے حیائی کو نقطۂ عروج تک پہنچادیا ہے۔ لیکن اب اندازہ ہوتا ہے کہ فیشن کی اس مار کی کسک مالی اور کاروباری ادارے بھی محسوس کررہے ہیں خصوصاً مالی ادارے اس صورتحال سے پریشان ہیں۔ چنانچہ بینک آف انگلینڈ نے اپنے اسٹاف کی خاتون کارکنوں سے کہا ہے کہ'' کام پر سادہ اور مناسب لباس میں آئیں، غیر ضروری آرائش سے پرہیز کریں، فیشن پر توجہ مرکوز رکھنے کی بجائے کام پر دھیان دیں۔'' دی اسٹیٹس مین (۲رفروری) نے لندن کے اخبار دی انڈی پنڈینٹ کے حوالے سے بتایا ہے کہ بینک آف انگلینڈ نے اپنی خاتون کارکنوں کی تربیت کے لئے ایک نجی ایجنسی کی خدمات حاصل کی تھیں جس نے پہلے مرحلے میں سمینار کرکے خواتین کو بتایا کہ گھر سے باہر بالخصوص کام کے وقت ان کا لباس اور رہن سہن کیسا ہو۔ سمینار میں ان خواتین کو یہاں تک احساس دلانے کی کوشش کی گئی کہ'' ان میں سے بہت سی خواتین اپنے لباس اور حرکات وسکنات کی وجہ سے طوائفیں لگتی ہیں۔''

یہ متوقع بات تھی

لیکن ظاہر ہے کہ لندن کے بینک کی یہ کوشش ایک ''باغیانہ'' حرکت ہے۔ جس کے خلاف ایک شور بلند ہونا لازم تھا۔ خواتین کی تنظیموں سمیت کئی حلقوں سے اس اقدام کی سخت مذمت کی جارہی ہے اور اسے عورتوں کی آزادی سلب کرنے کی کوشش سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ یہ متوقع بات تھی۔ فیشن اور عورتوں کی آزادی کے نام پر بے حیائی اور فحاشی کی جڑیں انسانی سوسائٹی میں اس قدر گہری ہوچکی ہیں کہ انہیں کاٹنے کے بارے میں سوچنا بھی مصیبت کو دعوت دینا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کے اس تباہ کن پہلو کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت تو اشتراکی تحریک بھی نہیں کرسکی تھی۔ نہ صرف یہ کہ اس نے اس پہلو کی مخالفت نہیں کی بلکہ عورتوں کو اپنے ساتھ رکھنے کی خاطر اسے آگے بڑھ کر اپنالیا۔ چنانچہ کمیونسٹ پارٹیوں کی کارڈ ہولڈر خواتین خود تو زیادہ فیشن نہیں کرتیں لیکن اس کی مخالفت بھی نہیں کرتیں۔ وہ اس کے بھی خلاف ہیں کہ عورتوں کو دفتروں، کارخانوں اور بازاروں میں سادگی کے ساتھ رہنے کا مشورہ دیا جائے۔ عین اس ماحول میں بینک آف انگلینڈ کے ذمہ داروں کے اس اقدام کو یقیناً جرأت مندانہ کہا جائے گا اور آہستہ آہستہ دنیا ان خطرات کو سمجھنے لگے گی جن سے مولانا مودودیؒ نے ستر سال قبل خبردار کیا تھا جو دراصل ان کی اپنی بات نہیں تھی بلکہ اسلام کی تعلیم ہے جو ان خطرات سے ۱۴سو سال پہلے خبردار کرچکا ہے۔ (پ ر)

تنہا چلنے کی پرانی روش کی طرف واپسی

اطلاعات یہ ہیں کہ اس بار کانگریس عام انتخاب میں مرکزی سطح پر کسی بھی سیاسی پارٹی کے ساتھ انتخابی معاہدہ نہیں کرے گی بلکہ تنہا میدان میں اُترے گی البتہ ریاستی سطح پر وہ ''ہم خیال'' سیاسی جماعتوں کے ساتھ انتخابی معاہدہ کرے گی، اس کا یہ مطلب صاف ہے کہ یوپی اے کا مستقبل تاریک ہے اور اسی طرح اتحادی سیاست کو بھی کانگریس خیرباد کہہ دینا چاہتی ہے۔ ظاہر ہے کانگریس نے یہ فیصلہ محض کسی امید پر نہیں کیا ہوگا اور نہ کسی خوف کی بنا پر کیا ہوگا بلکہ اس نے اس کے لئے حالات کا جائزہ لیا ہوگا اور تب جا کر ایک اندازہ قائم کیا ہوگا۔ ایک تجزیے میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ کانگریس کے دانشوروں اور حکمت عملی تیار کرنے والوں کا یہ خیال ہے کہ کانگریس کی حالت پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ حالیہ اسمبلی انتخابات کے نتائج کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ گزشتہ دنوں چھ ریاستوں میں جو اسمبلی انتخابات ہوئے تھے ان میں کانگریس اور بی جے پی کے علاوہ کسی بھی دوسری سیاسی جماعت کی کارکردگی اچھی نہیں رہی ہے۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ میدان انہی دونوں پارٹیوں نے مارا تو غلط نہیں ہوگا حالانکہ میدان میں دوسری سیاسی جماعتیں بھی تھیں مگر ان کی کارکردگی متاثر کن نہیں رہی۔ دہلی ہو کہ راجستھان، مدھیہ پردیش ہو کہ چھتیس گڑھ ہر جگہ انہی دونوں پارٹیوں کا بول بالا رہا، اس بنا پر یہ اندازہ قائم کیا گیا ہے کہ عام انتخابات میں بھی کم وبیش یہی صورت حال رہے گی۔ ان ریاستوں میں بھی کانگریس کو پہلے کے مقابلے میں اس بار زیادہ ووٹ ملے ہیں۔ جموں وکشمیر میں بھی کانگریس نے اپنی پوزیشن برقرار رکھی ہے۔

حالانکہ کانگریس کو بھی داخلی سطح پر مسائل کا سامنا ہے تاہم کانگریسیوں کا خیال ہے کہ ان کے سامنے کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ یعنی کانگریس کو اندر سے کسی بڑے خطرے کا سامنا نہیں ہے اور لیڈر شپ کا بحران بھی نہیں ہے کم از کم جب تک سونیا گاندھی موجود ہیں، حالانکہ ان کے علاوہ کانگریس میں ایک بھی سیاسی لیڈر ایسا نہیں ہے جس پر پارٹی کے تمام لوگوں کا اتفاق ہو یا جو پارٹی کو جوڑے رکھ سکے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن جب تک سونیا گاندھی موجود ہیں اس سوال پر کسی کو کوئی پریشانی لاحق نہیں ہے۔ ہاں، مستقبل بعید کے اعتبار سے یہ سوچنے کی بات ضرور ہے، اور اس لئے ہے کہ راہل گاندھی ابھی تک اپنی اہلیت ثابت نہیں کرسکے ہیں اور دور دور تک اس کے آثار نظر نہیں آرہے ہیں کہ اچانک ضرورت پڑنے پر وہ یہ بوجھ اٹھالیں گے، لیکن ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کا تعلق نہرو خاندان سے ہے۔ کانگریس میں دوسرا کوئی لیڈر ایسا نہیں ہے جس پر پارٹی کا اتفاق ہوجائے اور جس میں یہ دم بھی ہو کہ وہ تنہا پارٹی کو جوڑ کر رکھ سکے گا۔ کہا جاتا ہے کہ پارٹی لیڈر شپ نے اس کا موقع ہی نہیں دیا اور نہ اس روایت کو صحت مند خطوط پر پنپنے دیا کہ نئی لیڈر شپ اُبھر کر سامنے آسکے پھر بھی کانگریس کو یہ امید ہے کہ اگر وہ اس بار تنہا میدان میں آتی ہے پہلے کے مقابلے میں اس کی کارکردگی بہتر رہے گی۔ یہ اندازہ اس بنا پر بھی قائم کیا گیا ہے کہ اس کے اتحادیوں کی حالت بھی بہت اچھی نہیں ہے بلکہ پہلے کے مقابلے میں ابتر ہوئی ہے لہٰذا کانگریس ان پر دباؤ ڈالنے کی اب بہتر حالت میں ہے۔

کانگریس کی حالت شمالی ہندوستان کی اہم ریاست میں اچھی نہیں ہے لیکن نہیں معلوم کانگریس کے اعلیٰ دماغوں کا اس کے بارے

باقی صفحہ ۸ پر

ایران کے مواصلاتی سیارچہ پر تشویش

تہران- ایران کا دیسی مواصلاتی سیارچہ ''امید'' کامیابی کے ساتھ مدار میں پہنچ گیا۔ سیارچہ نے اپنا کام بھی شروع کردیا ہے۔ سرکاری ٹیلی ویژن کے مطابق ایک سے تین ماہ تک مدار میں گردش کرنے کے بعد سیٹلائٹ زمین پر واپس آجائے گا اس سیٹلائٹ کے حاصل کردہ ڈاٹا سے ایران ماہرین کو خلا میں باقاعدہ کام کرنے والا سیارچہ چھوڑنے میں مدد ملے گی۔ ویسے ایران کا ایک سیارچہ پہلے ہی سے مدار میں ہے جسے 2005ء میں روسی راکٹ سے خلا میں بھیجا گیا۔ برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل نے ایران کی اس کامیابی پر تشویش ظاہر کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے اس کے جوہری اور خلائی دونوں پروگراموں کو بند کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ خلا میں سیٹلائٹ چھوڑنے کے لئے استعمال ہونے والی بالسٹک ٹیکنالوجی ہتھیار لے جانے کے لئے بھی استعمال ہوسکتی ہے۔ حالانکہ ایران نے کہا ہے کہ اس کا اس طرح کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پھر بھی مذکورہ ممالک کو اندیشہ ہے۔

کرغزستان کا امریکی اڈہ بند

ماسکو- وسطی ایشیائی ملک کرغزستان کے صدر قربان بیگ نے اعلان کیا ہے کہ ان کی حکومت نے اپنی سرزمین علاقہ مناس میں واقع امریکی فوجی اڈے کو بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ صدر قربان نے یہ اعلان ماسکو میں روس کی طرف سے دو ارب ڈالر کا قرض اور مالی امداد فراہم کرنے کے وعدہ کے بعد کیا۔ یہ فوجی اڈہ وسطی ایشیاء میں واحد امریکی فوجی اڈہ ہے جو افغانستان میں موجود ناٹو اور امریکی افواج کو رسد پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے۔ واضح رہے کہ اس وقت پاکستان کے راستے خوردنی اشیاء کی سپلائی بند ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ سے اس اڈہ کی اہمیت کافی بڑھی ہوئی ہے۔

اسرائیل پر نئی سازش کا الزام

بیت المقدس- فلسطینی قانون ساز کونسل کے رکن مصطفیٰ البرغوثی نے اسرائیل پر الزام لگایا ہے کہ وہ مسجد اقصیٰ کو عرب علاقوں سے کاٹ کر خود میں ضم کرنے کی سازش کررہا ہے۔ معالے ادومیم آبادی کے نزدیک تعمیراتی اور مقبوضہ بیت المقدس کے نزدیک نئی آبادی کی تعمیر کے ذریعہ مغربی کنارے کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امن مذاکرات میں طے کئے گئے معاملات بے معنی ہوچکے ہیں۔ دریں اثنا اسرائیلی وزیر دفاع ایہود بارک نے ایک بار پھر غزہ پٹی کو مقبوضہ مغربی کنارے سے جوڑنے کے لئے اسرائیلی علاقہ میں ایک سرنگ کھودنے کی تجویز پیش کی ہے۔

اسرائیل کی ایک اور دھمکی

تل ابیب- اسرائیل کابینی وزیر زیوبویم نے اسرائیلی فوجی ریڈیو کو انٹرویو کے دوران فلسطینی وزیر اعظم اسماعیل ہنیہ کو قتل کی دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ غزہ میں آئندہ آپریشنز میں ہمارا کام اسماعیل ہنیہ کو ختم کرنا ہوگا اسرائیل پر راکٹ باری رُکوانے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ دریں اثنا ایک حالیہ سروے میں ۷۱ فیصد لوگوں نے فلسطینیوں کو اپنے دفاع کے لئے اسلحہ رکھنے کی حمایت کی۔ پریس ٹی وی کے سروے کے مطابق صرف ۲۰ فیصد لوگوں نے اقوام متحدہ جیسے عالمی اداروں کو فلسطینیوں کے دفاع میں مدد کی بات کہی جب کہ ۷۰ فیصد لوگوں نے اسے دنیا بھر کے ممالک کی ذمہ داری قرار دیا۔ دریں اثنا غزہ کی حماس حکومت نے کہا ہے کہ اس نے اسرائیلی حملے اور ہر طرف سے امداد بند ہونے کے باوجود اپنے عملہ کو مقررہ وقت پر پوری تنخواہ ادا کردی۔ اس پر پورا مغرب، اسرائیل اور فلسطینی صدر محمود عباس بھی حیرت زدہ ہیں کہ آخر حماس کے پاس تنخواہ کے لئے پیسے کہاں سے آئے۔

عالمی یہود کانگریس کا خوف

ایک تحقیق کے مطابق گزشتہ برس برطانیہ میں سامی مخالف حملے ریکارڈ سطح پر پہنچ گئے۔ نسلی منافرت کے واقعات (جن میں قتل کی دھمکیوں سے لے کر جسمانی حملے تک شامل ہیں) میں ۳۰ فیصد اضافہ کے بعد ان کی تعداد ۶۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ برطانیہ میں یہودیوں کی حفاظت کے معاملے پر مشورہ دینے والے کمیونٹی سیکورٹی ٹرسٹ کے مارک گارڈنر کا کہنا تھا کہ گزشتہ ۲۵ برس (جب سے ایسے واقعات کی مانیٹرنگ کی جارہی ہے) کے دوران یہ بدترین اعداد وشمار ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ بین الاقوامی تناؤ کا الزام برطانوی یہودیوں کو دیا جاتا ہے اور بعض اوقات ان پر حملے کئے جاتے ہیں جب کہ اس حوالے سے ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

ادھر عالمی یہود کانگریس (WTC) نے ایک رپورٹ جاری کی ہے ''یورپ میں اسلام کا فروغ'' کے نام سے جاری اس سروے رپورٹ میں یہودی کانگریس نے لکھا ہے کہ ۲۰۱۷ء تک یورپ میں مسلمانوں کے احوال وکوائف میں غیر معمولی آبادیاتی انقلاب (Evolution Demography) رونما ہوگا۔ سروے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ آج کل یورپ اور امریکہ میں مذہب اسلام کو زبردست فروغ حاصل ہورہا ہے۔ حالیہ عرصہ میں یورپ کے مسلمان قابل لحاظ حد تک سیاسی طاقت کی نمائندگی کررہے ہیں۔ اگر مستحکم سیاسی نمائندگی کا یہی حال رہا تو ۲۰۲۰ء میں یورپ کی عام آبادی میں ان کی شرح تناسب ۱۰ فیصد ہوگی یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہالینڈ کی جملہ آبادی میں مسلمانوں کی شرح تناسب ابھی سے دس فیصد تک پہنچ گئی ہے۔

میرے حساب سے یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے یہودی عالمی کانگریس دو وجوہ کی بنا پر تشویش میں مبتلا ہے۔ پہلی وجہ سیاسی ہے جو ایک طرف یورپی ممالک میں ''یہودی کالونیوں اور ان کے سیاسی نظریات واثرات کی اہمیت اور پوزیشن سے تعلق رکھتی ہے تو دوسری طرف ان یورپی ممالک کے موقف سے تعلق رکھتی ہے

اسد مفتی، ہالینڈ، ایمسٹرڈیم

جہاں آنے والے دنوں میں ''عرب صہیونی کشمکش پر مسلمانوں کے موقف اور ان کے وزن میں گراں قدر اضافہ کی وجہ سے اثر پڑے گا'' رپورٹ کے مطابق یہودی کالونیوں اور ان کے سیاسی اثرات پر انتخابات میں منفی اثر کا پڑنا فطری ہے کہ دن بدن وہاں مسلمانوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے اس سے ان کا سیاسی وزن بھی بڑھ رہا ہے۔ یورپی سیاسی جماعتوں اور قانون ساز شخصیات کے موثر ترین رول ادا کرنے کا موقف بھی مستحکم رہا ہے یہاں تک کہ یورپی ممالک میں حکومتیں اور سیاسی جماعتیں اسلام سے بڑھتی ہوئی دلچسپی کو تسلیم کرتے ہوئے علاقائی مسائل میں سیاسی موقف کے یقین کے ساتھ اس کا لحاظ کرنے پر مجبور ہیں۔

رپورٹ میں برطانیہ میں ہوئے گزشتہ انتخابات کی مثال دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ برطانیہ کے مسلم اکثریتی علاقوں میں اسرائیلی موقف رکھنے والے امیدواروں کے خلاف ہزاروں پمفلٹ اور کتابچے تقسیم کئے گئے اور امریکہ کی طرف سے اسرائیل کو ملنے والی اقتصادی اور فوجی امداد کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور اسرائیل کی ناروا، ظالمانہ، صہیونیت کی نشاندہی کی گئی۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مارکس اینڈ اسپنسر جیسے ڈیپارٹمنٹل اسٹوروں کا بائیکاٹ کرنے کے لئے مسلمانوں سے اپیل کی گئی ہے کہ ان کے منافع کے ایک حصے سے اسرائیل کی مدد کی جاتی ہے جس سے اسرائیل کے مظالم اور بڑھ جائیں گے اور فلسطینیوں پر اس کے جور وستم کا شکنجہ مزید کس جائے گا۔

یہودی عالمی کانگریس کی تشویش کی دوسری وجہ ''امن وسلامتی کو لاحق خطرہ'' ہے کہ یورپی ممالک میں اسلام کا فروغ یہودیت کے لئے خطرہ اور سیکورٹی رسک ہے۔ رپورٹ میں اس بات کی بھی واضح طور پر نشاندہی کی گئی ہے کہ مسلم انتہا پسند حلقوں کی غالب اکثریت یہود مخالف سرگرمیوں میں حصہ لیتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھی فلسطین میں اسرائیل اپنی کارروائیوں میں تیزی لاتا ہے مغربی یورپ میں یہودیوں کے خلاف رونما ہونے والے واقعات وحادثات کی تعداد میں تین گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ رپورٹ غزہ پر حالیہ بمباری سے قبل مرتب کی گئی ہے) اور اکثر مزاحمتی واقعات میں یہودیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔

اسرائیلی تجزیہ نگاروں وسیاست دانوں کا کہنا ہے کہ گزشتہ دس برسوں میں مسلم برداری کے سیاسی وزن میں نمایاں اضافہ ہوا ہے اور امریکہ وبرطانیہ کے انتخابات میں اس کا انتخابی موقف اس بات کا متقاضی ہے کہ یہودی تنظیمیں اور ادارے خواب غفلت سے جاگیں اور اس رجحان کے تدارک کی تیاری کریں۔ یہودی واسرائیلی تجزیہ نگاروں نے زور دے کر کہا ہے کہ یورپ میں یہودیوں کی تعداد میں کمی اور مسلمانوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کے باعث یورپ کے یہودی تشویش میں مبتلا ہوگئے ہیں، انہیں خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ یورپ میں آبادیاتی تبدیلیوں کے منفی اثرات یہودی باشندوں پر ضرور مرتب ہوں گے اور مسلمانوں کا یہ انتباہ پیش نظر رہنا چاہئے کہ وہ ماضی کے مقابلے میں اب زیادہ منظم، کارگر، منصوبہ بند اور موثر شکل میں سامنے آئیں گے۔ ●●

غزہ پر اسرائیلی حملہ کیخلاف ترکی سب سے آگے

ترکی کے وزیر اعظم رجب طیب اردوغان نے غزہ سیکٹر کے حالات کی پوری ذمہ داری اشتعال انگیزی کرنے والے اسرائیل پر ڈالی ہے۔ حماس کے خلاف سرکاری الزامات کو مسترد کیا کہ اسرائیلی نو آبادیوں پر اس کے راکٹوں کی وجہ سے غزہ کے حالات بگڑے ہیں۔ انہوں نے اس الزام کو ''ناقابل قبول اور ناجائز'' مانا۔ انہوں نے ۴؍جنوری ۲۰۰۹ء کو قطر کی الجزیرہ چینل سے گفتگو میں کہا: ''غزہ میں جو حالت ہوئی ہے اس کا ذمہ دار اسرائیل ہے اس لئے کہ اسی فریق نے تہدئۃ (امن وسکون کے معاہدہ) پابندی نہیں کی، جب کہ حماس نے اس کے باوجود بھی محاصرہ کے خاتمہ اور زیادتیوں کو روکنے کے لئے اس معاہدہ کی پابندی کی، لیکن اسرائیل نے محاصرہ جاری رکھا۔ حماس پر اس کی ذمہ داری ڈالنا ناقابل قبول اور ناجائز ہے، اس لئے کہ اسرائیل ہی نے اہل غزہ کو بھوکا پیاسا مارنے کی سیاست کے ذریعہ حماس کو اشتعال دلایا اور معاہدہ ختم کرنے کی طرف دھکیلا، حماس کی حکومت پر بڑے دباؤ تھے اور اس کو اس کے منتخب عوام کے مطالبات بھی پورے کرنے تھے۔''

گفتگو کے دوران انہوں نے کہا: ''یہ تو اسرائیل کی طرف سے ترکی کی توہین ہوئی۔ گزشتہ دنوں اسرائیلی وزیر اعظم ایہود اولمرٹ ہم سے ملنے آئے، ہم چار دن تک خطہ کی صورت حال پر ان کے ساتھ غور کرتے رہے، ہم نے امن وسکون معاہدہ کو جاری رہنے کے لئے ان کے اور حماس کے درمیان ثالثی کی پیشکش کی، بلکہ حماس کے پاس اسرائیل کے قید فوجی جلعاد شالیت کی رہائی کی بات بھی کی اولمرٹ نے اسرائیل واپسی کے فوراً بعد اپنے وزراء سے مشورہ کا وعدہ کیا، لیکن کیا ہوا؟ غزہ پر سخت فضائی بمباری ہوئی۔ میں اس کو ترکی کا عدم احترام اور توہین مانتا ہوں۔'' اس سوال پر کہ اس توہین کے دونوں ممالک کے تعلقات پر کیا اثرات پڑیں گے؟ انہوں نے کہا: ''امور کو جذباتیت سے نہیں دیکھنا چاہئے، اس کے باوجود ہمیں جب اندازہ ہوگا کہ بحران کے حل کے لئے ہمیں کوئی موقف یا فیصلہ لینا چاہئے تو ہم تردد نہیں کریں گے، خطہ میں ترکی کا تاریخی دور رہا ہے اور اس پر ذمہ داری ہے۔ ہم اپنے لئے دشمن پیدا کرنا نہیں چاہتے۔ ہم دروازے کھلے رکھتے ہیں کہ شاید کسی دن ان کی ضرورت پڑے ہم اسرائیل کے لئے بھی دروازہ کھلا چھوڑتے ہیں اس لئے کہ اس کو اس وقت ہماری ضرورت ہے، لیکن ہم اس سے کہتے ہیں: ہوش میں آؤ! کہ تم غلط رُخ پر جارہے ہو، ترکی جیسے دوست ملک سے اپنا تعلق کمزور کررہے ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی اقدام سے پہلے خوب سوچ بچار کرنا چاہئے اور بین السطور کو پڑھنا چاہئے، تم میری بات سمجھ رہے ہو! پہلے ایک انسان کی حیثیت سے، دوم ذمہ دار وزیر اعظم کی حیثیت سے میرے لئے یہ بات برداشت کرنا یا تماشائی بنے رہنا ناممکن ہے، اس لئے کہ میں اپنے آپ کو ان محاصرین، مقتولین وشہداء کی جگہ پر رکھ کر دیکھتا ہوں، یہ عمل مجھ کو حوصلہ دیتا ہے کہ میں اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے حرکت کروں، اقدام کروں، قدم اٹھاؤں۔''

ترجمہ مسعود الرحمن خاں ندوی

اُردوغان نے اسرائیل اور کئی عرب وبیرونی ممالک کے اسرائیلی حملہ کی ذمہ داری حماس پر ڈالنے کو بھی رد کردیا کہ وہ اسرائیلی نوآبادیوں کی طرف مسلسل راکٹ داغتی رہی تھی، انہوں نے کہا کہ ''وہ وقتاً فوقتاً یہ بہانہ بناتے ہیں کہ وہ راکٹوں کا جواب دے رہے ہیں اور اس پر حد لگانے کی کوشش کررہے ہیں، لیکن اس بہانے تو وہ غزہ حملہ میں مبالغہ آمیز طاقت کے استعمال کا جواز پیش کررہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بہانہ واہی (کمزور) اور ناقبل قبول ہے۔ انہوں نے کہا کہ خاص اس وقت اتنے وحشیانہ طریقہ سے غزہ پر حملہ آورانہ کارروائی کا حقیقی سبب اسرائیل میں آئندہ ہونے والے انتخابات ہیں: ''میں مانتا ہوں کہ یہ کارروائی انتخابی پروپیگنڈے کے لئے ہے کیا انتخابی پروپیگنڈے کے لئے انسانوں کے قتل کو سیاست کہا جاسکتا ہے؟ اسی کے ساتھ انہوں نے اسرائیل کو ہوشیار کیا کہ غزہ میں اس کی کارروائیاں کتنی بھی طاقتور کیوں نہ ہو اس کے مقاصد حاصل نہ ہوں گے۔ اسرائیل اپنی پوری طاقت لگا کر بھی معاملہ کو ختم نہیں کرسکے گا۔ اس کا تشدد فلسطینی گروہوں کے جوابی تشدد کو جنم دے گا۔''

ترکی کے وزیر اعظم نے کہا کہ ان کا ملک بین الاقوامی سیکورٹی کونسل میں حماس کی نیابت کرے گا اس لئے کہ انقرہ اس میں غیر دائمی رکن ہے: ''حماس کے ذمہ داروں نے کہا ہے کہ ان کو ترکی پر پورا اعتماد ہے۔ اوّلیت ظاہر ہے فائر بندی کو ہے، اس کے بعد محاصرہ کو اٹھانا، پھر فتح اور حماس کے درمیان مصالحت کرانا۔'' اپنے عرب دورہ سے متعلق جس میں مصر، سعودی عرب اردن اور شام شامل تھے، سوال پر انہوں نے کہا ''میں امید ہاتھ سے جانے دینا نہیں چاہتا، لیکن میں نے ان ممالک کے رہنماؤں کے درمیان بڑے اختلافات کا مشاہدہ کیا، ان کے خیالات وتصورات میں کوئی اتفاق واتحاد نہیں ہے۔'' شام اور ایران سے متعلق عرب موقف پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے کہا: ''بعض لوگ کہتے ہیں کہ شام فلسطینی مصالحت میں رکاوٹ ڈال رہا ہے، ہم کو اس طرح کے الزامات سے بلند ہونا چاہئے تاکہ اہل غزہ کے مرنے کا صرف تماشا نہ دیکھتے رہ جائیں۔ ہم کو شہدائے مقتولین اور مجروحین پر بات مرکوز رکھنی چاہئے جو تکلیف سے کراہ رہے ہیں اور ہسپتال تک نہیں جاسکتے۔'' اردوغان پہلے شامی صدر بشیر الاسد، فلسطینی اتھارٹی (مقتدرہ) کے صدر محمود عباس، اُردنی حکمراں شاہ عبداللہ بن الحسین، مصری صدر حسنی مبارک سے گفتگو کے بعد سعودی حکمراں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز سے ملے تھے۔

غزہ پر حملہ سے متعلق جارج بش کا خیال کہ وہ اسرائیل کی طرف سے دفاع نفس ہے اور اسرائیل کو شہریوں کو بچا کر حماس کے ٹھکانوں پر بمباری کی صلاح کا مذاق اڑاتے ہوئے اردوغان نے کہا ''کیا بش کو معلوم کو معلوم ہے کہ حماس کے وہ ٹھکانے کہاں ہیں جن پر (شہریوں کو بچا کر) وہ بمباری کا مشورہ دے رہے ہیں؟ یہ (امریکی انتظامیہ کے) لوگ خطہ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، نقشوں کو دیکھ کر بات کرتے ہیں اور نقشوں پر انسان نہیں رکھتے۔''

انہوں نے چیک کی صدارت میں یوروپی یونین کے بیان پر بھی سخت تنقید کی جس میں اس نے کہا تھا کہ غزہ سیکٹر میں جاری اسرائیلی کارروائی دفاع نفس ہے! حملہ نہیں! اردوغان نے کہا: ''دفاع نفس کے جواز سے یہ لوگ ہم کو کبھی بھی مطمئن نہیں کر پائیں گے۔'' پھر انہوں نے غزہ میں جاری بے رحمانہ حملہ پر بین الاقوامی سکون وسکوت کا موازنہ چند ماہ قبل جورجیا اور جنوبی اوسیتیا کے نزاع پر بین الاقوامی سرگرمی سے کرتے ہوئے کہا ''آپ لوگوں کو جورجیا اور جنوبی اوسیتیا کے واقعات یاد ہیں۔ اس وقت بین الاقوامی تنظیمیں، یوروپی یونین اور امریکہ اور ہم بھی سب کے سب فوری طور پر جھگڑا نپٹانے وفائر بندی کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے، لیکن اب غزہ کے معاملہ میں کوئی حقیقی سرگرمی نہیں ہے ہم نے بھی کل جو کچھ کیا وہ صرف یہ کہ حالات کا اندازہ کرنے کے لئے عرب ممالک کا دورہ کرلیا۔'' (ہفتہ وار الامان)

مسئلہ فلسطین: غیروں کا ستم، اپنوں کی بے حسی

فلسطین کے مسئلے کا تاریخی پہلو دیکھیں تو ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کی ناجائز موجودگی مغرب کی شہ پر ممکن ہوئی جسے وسعت ۱۹۶۷ء میں ہوئی۔ بعد میں تنظیم آزادی فلسطین (پی ایل او) نے دنیا بھر میں اسرائیلی مفادات کو نشانہ بنانے کا وہ حربہ اختیار کیا جسے دہشت گردی تو کہا گیا مگر آزادی کے حق میں اس کی طاقت کو تسلیم کرا گیا۔ اولمپکس میں اسرائیلی کھلاڑیوں کے اغواء سے قتل تک اور پھر مختلف اہداف پر یہودیوں کو نقصان پہنچانے کے بعد اوسلو معاہدے کی بنیاد بنا۔ یوں کئی دہائیوں تک دہشت گرد کہلانے والے یاسر عرفات جن پر امریکہ کا ویزا بند تھا وائٹ ہاؤس کے مہمان بنے جہاں اوسلو امن معاہدے کی شرائط پر اسرائیلی وزیر اعظم نے بڑے تحکمانہ انداز میں اور یاسر عرفات نے مرعوبیت کے قعر مذلت میں گرتے ہوئے دستخط کئے۔ امریکی صدر بل کلنٹن بھی مسرور وشاداں تھے کہ امریکہ کی ناجائز اولاد کو تسلیم کرلیا گیا۔ فلسطین کی دیگر مزاحمتی تحریوں نے اس معاہدے کو مسترد کردیا اور ان کا یہی عمل عزیمت کی راہ ٹھہرا کیونکہ محض سات سال بعد یاسر عرفات کو بھی مذاکرات کی میز پر اپنی شکست کا احساس ہوا اور یوں وہ ۲۰۰۰ میں ایک مرتبہ پھر انتفادہ تحریک شروع کرنے کا اعلان کرنے پر مجبور ہوئے۔ اب دیر ہوچکی تھی پلوں کے نیچے سے کافی پانی بہہ چکا تھا مگر یاسر عرفات کی اس کمزور آواز کو دبانے کے لئے بھی اسرائیل پوری قوت سے حملہ آور ہوا۔ یاسر عرفات اپنے دفاتر میں محصور رہے اور کسمپرسی کی زندگی گزارتے ہوئے ۲۰۰۴ء میں چل بسے۔ ان کی موت کے بعد مغرب نے ان کی جانشین کے طور پر کٹھ پتلی محمود عباس پر نگاہیں جمائیں۔ اہل فلسطین امن کی فاختہ کے پر کٹتے اور اسے گھائل ہوکر گرتے دیکھ چکے تھے۔ اس لئے محمود عباس کی جماعت کی مقبولیت گرتی گئی۔ ۲۰۰۶ء کے انتخابات میں حماس کی کامیابی نے امریکہ اور مغرب میں کہرام برپا کردیا۔ مغرب کا دوہرا معیار کھل کر سامنے آیا۔ جمہوری قدروں اور وہاں کا امین مغرب اور امریکہ فلسطینی عوام کے حق کو تسلیم کرنے پر ہرگز آمادہ نہ ہوا، جمہوری روایات سے انحراف کی پالیسی اپنائی گئی پھر عربوں کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے چالیں گئیں۔ حماس کی تحریک سے خوفزدہ کرنے کے لئے عرب ریاستوں کے حکمرانوں کو خوف دلایا گیا حماس کی حکومت بنی مگر اسماعیل ہانیہ

ڈاکٹر ممتاز عمر

بے دست وپا اور معاشی طور پر کنگال کردیے گئے۔ محض ایک سال بعد اس حکومت کو گھر بھیج دیا گیا عوامی احتجاج اور اقتداری کی رسہ کشی نے فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کردیا غزہ کا محاصرہ کرلیا گیا مصر نے اپنی ذمہ داریوں سے چشم پوشی کی اسرائیل نے غذائی اور دیگر ضروری اشیاء کی نقل وحمل پر پابندیاں لگادیں جب چاہا غزہ پر میزائل حملے کئے یوں تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق حماس اور دیگر ہمنواؤں نے راکٹ حملوں کا آغاز کردیا۔

ان راکٹ حملوں کو جواز بنا کر اسرائیل پوری قوت سے غزہ کو ملیا میٹ کرنے چڑھ دوڑا پوری قوت جھونکنے کے بعد بھی راکٹوں کے حملے جاری ہیں اقوام متحدہ بے بس اور لاچار تماشائی ہے اس کا سکریٹری جنرل محض صدمے اور دکھ کی بات کرتا ہے سلامتی کونسل کی قرارداد کو اسرائیل نے جوتے کی نوک پر مارا ہے یہ تصویر کا ایک رُخ ہے کیونکہ ماضی قریب میں حزب اللہ کے ساتھ شدید تجالت میں وہ ایسی ہی قرار داد منظور کرچکا ہے اگر آج اللہ کے فضل وکرم اور خصوصی عنایت کی بدولت جنگ کا نقشہ بدل جائے اور یقیناً ایسا ہوسکتا ہے کہ اگر امت مسلمہ گڑگڑا کر اپنے رب سے دعا کرے تو یمن کے ابرہہ اور اس کے ہاتھیوں پر ابابیلوں کی کنکریاں ایک بار پھر برس سکتی ہیں یقین محکم ہو تو حماس کے راکٹ تباہی لاسکتے ہیں۔ ایمان کی کمی ہے ورنہ ہمارا رب فرشتے بھی اتار سکتا ہے۔ کاش ایسا ہوجائے تو آپ دیکھیں گے کہ یہی سلامتی کونسل اور اقوام متحدہ کا جنرل سکریٹری امن کی بھیک مانگتا نظر آئے گا۔

مغرب کا دوہرا معیار اقوام متحدہ کی حقوق انسانی کے اجلاس میں بھی خوب دیکھنے کو ملا۔ درجن بھر یورپی ممالک مذمتی قرارداد سے غیر حاضر رہے۔ کینیڈا نے مخالفت کرکے اسلام دشمنی کا کھلا اور واضح پیغام دیا یہ وہ یورپی ممالک ہیں جو حقوق انسانی، تحفظ نسواں اور بچوں کی جبری مشقت جیسے امور پر بڑی تقریریں کرتے ہیں یہی نہیں جانوروں، پرندوں، درختوں اور ماحول کی خرابی تک پر خون کے آنسو روتے ہیں ان کی غیرت مرچکی ہے یہ مسلمانوں کے خون کو بہتا دیکھ کر

باقی صفحہ ۷ پر

اوباما کی افغان جنگ ناٹو ہار چکا ہے

امریکہ میں کہا جاتا ہے کہ ہر صدر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی قیادت کی شان اور بڑائی جتانے کے لئے جنگ کا پر اس کے تاج میں لگے۔ نئے صدر اوباما کی بھی یہ خواہش ہے اور وہ افغانستان کی جنگ میں جیت کا پَر اپنے تاج میں لگانے کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں۔ ویسے افغان جنگ ان کے لئے مستعار جنگ کہلائی جائے گی کیونکہ اس تباہ کن جنگ کے آغاز کا سہرا تو جارج بش نے پہلے ہی اپنے سر منڈھ لیا ہے۔

بظاہر یہ عجب تضاد ہے کہ بارک اوباما نے مارچ ۲۰۰۳ء میں عراق کے خلاف جنگ کی شدید مخالفت کی تھی، اور جب گزشتہ سال صدر بش نے بڑی تعداد میں امریکی فوجی عراق بھیجنے کا اعلان کیا تھا تو اس وقت بھی بارک اوباما نے اس اقدام کی شدید مخالفت کی تھی۔ لیکن اب وہ خود تیس ہزار سے زیادہ امریکی فوجی افغانستان میں جھونکنا چاہتے ہیں اور القاعدہ اور طالبان کے خلاف یہ جنگ وہ افغان سرحد کے پاس پاکستان کی سرزمین پر بھی لے جانا چاہتے ہیں، لیکن ان کا استدلال ہے کہ دراصل عراق کے خلاف جنگ کی انہوں نے اس بنا پر مخالفت کی تھی کہ ان کے بقول ابھی ہمیں القاعدہ اور طالبان کے خلاف جنگ کو اس کے انجام تک پہنچانا ہے۔

گزشتہ سال جولائی میں بارک اوباما نے کابل کے دورے میں کہا تھا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں افغانستان مرکزی محاذ ہے۔ اور ۲۲؍جنوری کو پاکستان اور افغانستان کے لئے اپنے خصوصی ایلچی کے طور پر رچرڈ ہال بروک کے تقرر کے وقت صدر اوباما نے کہا تھا کہ افغانستان کی جنگ کے بارے میں جامع حکمت عملی وضع کی جائے گی

آصف جیلانی، لندن

جو پاکستان کا بھی احاطہ کرے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ گو ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ پر کوئی حملہ نہیں ہوا ہے لیکن القاعدہ کے دہشت گرد اب بھی آزاد ہیں اور منصوبہ بندی میں مصروف ہیں۔ ان کے اس بیان کو دراصل اسامہ بن لادن کو پکڑنے کے بارے میں امریکی پیمان کی تجدید سے تعبیر کیا جارہا ہے۔

اس موقع پر جب کہ صدر اوباما افغانستان میں جنگ تیز تر کرنا چاہتے ہیں اور طالبان کے خلاف نبرد آزما امریکہ اور ناٹو سمیت چالیس ملکوں کی ایک لاکھ فوج میں مزید ۳۵ ہزار سے زیادہ امریکی فوجیوں کا اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ سوال کیا جارہا ہے کہ جب اتنی بڑی فوج پچھلے سات برس میں اسامہ بن لادن کو پکڑنے اور القاعدہ اور طالبان کا قلع قمع کرنے میں ناکام رہی ہے تو آئندہ کامیابی کی کیا ضمانت ہے۔

اس وقت جب کہ افغانستان میں جنگ کو اور تیز کرنے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں فوجی مطالعہ کے بین الاقوامی انسٹی ٹیوٹ ''آئی آئی ایس ایس'' نے عالمی فوجی توازن کی اپنی سالانہ رپورٹ میں یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ افغانستان میں ناٹو طالبان کے خلاف جنگ ہار رہا ہے اور اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ ناٹو کے ممبر ممالک عالمی مالی بحران کی وجہ سے دفاعی بجٹ میں تخفیف کے دباؤ کے پیش نظر افغانستان میں بھرپور انداز سے فوجی کارروائیاں جاری نہ رکھ سکیں۔ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں طالبان کا اثر تیزی سے پھیل رہا ہے اور اُن علاقوں میں بھی خودکش حملوں کا زور ہے جہاں اب تک حالات پرسکون تھے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ طالبان کی حکمت عملی فی الحال افغان پولیس کے خلاف حملوں پر مرکوز ہے اور ابھی سیکورٹی فورسز پر حملوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کی رائے میں افغان فوج کی صلاحیت محدود ہے اور تعداد بھی ۶۰ ہزار سے زیادہ نہیں بڑھ سکی، جب کہ ہدف ۸۰ ہزار کا تھا۔ آئی آئی ایس کی سالانہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ موجودہ سال افغانستان کے لئے بے حد خطرناک ہے۔ اس بات کا خدشہ ہے کہ سیکورٹی کی صورت حال کے نتیجہ میں اس سال منعقد ہونے والے عام انتخابات نہ ہوسکیں۔ رپورٹ میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ ناٹو کے ممبر ممالک افغانستان میں جنگ کے اصل مقاصد وضع نہیں کرسکے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہ واضح نہیں کہ افغانستان میں کامیابی کی کیا تعریف ہے۔

اس صورت حال میں بہت کم لوگوں کو توقع ہے کہ افغانستان میں مزید امریکی فوج جھونک کر جنگ جیتنے کی صدر اوباما کی حکمت عملی کامیاب ہوسکے گی۔ ویسے بیشتر فوجی تجزیہ کاروں کی رائے ہے کہ اکتوبر ۲۰۰۱ء میں افغانستان کے خلاف جنگ کا اصل مقصد اسامہ بن لادن اور ان کی تنظیم القاعدہ کا قلع قمع نہیں تھا، کیونکہ اگر واقعی یہ مقصد ہوتا تو جنگ اتنا طول نہ کھینچتی اور نہ امریکی فوجیں اب تک افغانستان میں برسرپیکار رہتیں۔ اصل مقصد افغانستان پر فوجی تسلط جمانا تھا۔ القاعدہ اور طالبان کا خطرہ ایک بہانہ تھا اور عمداً ان تنظیموں کی موجودگی کو برقرار رکھتے ہوئے دہشت گردی کے خطرے کا ہوّا کھڑا رکھنا تھا تاکہ امریکی اس علاقے میں اپنے سیاسی،

باقی صفحہ ۵ پر

عیادت کی اہمیت

سید نصر اللہ، کیرے بیلچی

عیادت خدمت خلق کا ایک اہم شعبہ ہے چنانچہ مریض کی تیمارداری اور مزاج پُرسی کو اسلامی نظام اخلاق میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ جنہیں یہاں نقل کیا جارہا ہے:

(۱) حضرت ابی موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو۔'' (بخاری شریف) (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ حق ہیں، سلام کا جواب دینا اور مریض کی عیادت کرنا۔'' (بخاری ومسلم) (۳) ''جب کوئی مسلمان کسی مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے وہ جب تک واپس نہیں آتا جنت کی کھڑی میں رہتا ہے۔'' (مسلم ومشکوٰۃ)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جس نے وضو کیا اور خوب وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی عیادت کی وہ جہنم سے ستر حریف کی مسافت کے برابر دُور ہوگیا۔ (ابوداؤد) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ قیامت کے دن فرمائے گا اے آدم کے بیٹے میں بیمار پڑا تھا تو نے میری عیادت نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب تو رب العالمین ہے میں تیری عیادت کیسے کرتا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے علم تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے مگر تو نے اس کی عیادت نہ کی کاش تجھے علم ہوتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے تو اُس بندہ کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔'' (مسلم شریف)

تیمارداری کے ضمن میں یہ امر خاص طور پر ذکر ہے کہ بیماری کے لئے اپنا پرایا ہونے کی قید نہیں ہے۔ امیر ہو یا غریب قریبی عزیز ہو یا دور کا رشتہ دار ہو یا غیر اجنبی ہر ایک کی تیمارداری کا اجر ہوتا ہے۔ حضرت ابی امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ مریض کی مزاج پرسی یوں کرو کہ تم اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھو یا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھو اور اس سے دریافت کرو مزاج کیسا ہے۔ (ترمذی) مریض کی تیمارداری سے محض دریافت احوال مقصود نہیں بلکہ اصل مدعا مریض کو سکون وراحت پہنچانا ہے۔ ہم کسی کا درد تو نہیں بٹا سکتے لیکن اپنی خوش طبعی اور خوش کلامی سے اُس کا دل ضرور بہلا سکتے ہیں اور غم ہلکا ضرور کرسکتے ہیں مریض کے ماتھے پر ہاتھ رکھنے سے یا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے جہاں اس کے بخار کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہاں اس سے اپنی دلچسپی اور بے تکلفی کا اظہار بھی ہوتا ہے اور یہ وہ شئے ہے جس کی ایک مریض کو شدید ضرورت ہوتی ہے۔ مریض کی عیادت کی خاطر مریض کے پاس جانے والے اس کے پاس دیر تک نہ بیٹھے کیونکہ مریض کے پاس دیر تک ٹھہرنا ناپسندیدہ امر ہے عملی زندگی میں ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے مریض کو ''اس کے اہل خانہ کو اور متعلقین کو شدید الجھن ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ ''جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس سے اس کی درازی عمر کے بارے میں گفتگو کرو چونکہ اس سے کوئی حرج نہیں ہوتا البتہ اس سے مریض کا دل خوش ہوجاتا ہے۔''

(ابن ماجہ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر نظر ڈالیں اور دیکھیں تو سب سے اوّل یہ کہ مریض سے درازی عمر کے سلسلے میں بات کرو۔ دوسرے یہ کہ مریض کی ڈھارس بندھاؤ کہ اللہ نے چاہا تو کوئی ڈر کی بات نہیں۔ تیسرے یہ کہ جب بھی کسی مریض کے پاس جاؤ اس سے اچھی بات کرو۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا جو حضورؐ کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہوگیا تو حضور اُس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ آپؐ میری عیادت کو تشریف لائے اور میں سویا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شفا ہے۔ (ابن ماجہ) حضرت معاذؓ سے روایت ہے جب آپؐ کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کی خدمت میں لایا جاتا تو آپؐ دعا فرماتے۔'' اے لوگوں کے پروردگار اس کی تکلیف دُور کردے تو اسے شفا بخش دے کہ تو شفا بخشنے والا ہے تیرے سوا کسی کے پاس شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے۔''

(بخاری شریف)

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ اگر موت کا وقت نہیں آگیا ہے تو مریض ضرور شفایاب ہوجائے گا اب کسے معلوم ہے کہ آخری وقت آگیا ہے یا نہیں لہٰذا شفا مانگتے رہنا چاہئے۔ ●●

دعوت

۱۰ رفروری ۲۰۰۹ء

ایک خطرناک رجحان

فوج کے سربراہ جنرل دیپک کپور کا کہنا ہے کہ ہندوستانی فوج میں فرقہ پرست عناصر کا کوئی نیٹ ورک موجود نہیں ہے۔ واضح رہے کہ انھوں نے یہ بات مالیگاؤں بم دھماکوں کی ہونے والی انکوائری کے حوالے سے کہی ہے جس کے سلسلے میں ایک برسرکار اعلیٰ افسر کرنل پروہت اور بعض ملازمت سے سبکدوش ہوجانے والے افسران گرفتار ہیں، جن کے اقراری بیان نہ صرف تفتیشی ٹیم نے قلمبند کر لئے ہیں بلکہ ان کے خلاف جو فرد جرم تیار کی گئی ہے اور عدالت میں پیش بھی کی جاچکی ہے اس میں اس کو شامل کرلیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے اقراری بیان کی بنیاد پر کارروائی بھی آگے بڑھ رہی ہے۔ کرنل پروہت کے بیان پر بھی فوج کے بعض سابق افسروں کو بھی گھیرے میں لیا گیا تھا۔ اس بنا پر یہ سوالات سرکاری وغیر سرکاری حلقوں میں خاص طور پر میڈیا میں اٹھنے لگے تھے کہ کیا فوج میں بھی اس قسم کی ذہنیت پنپنے لگی ہے اور کیا فوج بھی انہی خطوط پر آگے بڑھ رہی ہے۔ اس کی پہلے بھی تردید کی جاتی رہی ہے۔ سرکاری بیانات میں بھی اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ کرنل پروہت کا واقعہ ایک مستثنیٰ ہے، فوج میں اس طرح کی ذہنیت نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا اس ایک استثنائی واقعہ کو بنیاد بنا کر فوج کو بدنام نہ کیا جائے اور اس کے وقار کو مجروح کرنے کی کوشش نہ کی جائے اس لئے کہ اس سے فوج پر بہت برا اثر پڑے گا۔ اب ایک بار پھر فوج کے سربراہ جنرل دیپک کپور نے یہ واضح کیا ہے کہ فوج کے اندر فرقہ پرست عناصر کا کوئی نیٹ ورک موجود نہیں ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ فوج خود بھی کرنل پروہت کے خلاف کارروائی جلد ہی شروع کرنے والی ہے، تاکہ اس قسم کی ذہنیت کے پروان چڑھنے کے امکانات کا خاتمہ کیا جاسکے۔ واضح رہے کہ مالیگاؤں بم دھماکے کی چھان بین کے دوران پہلی مرتبہ فوج کے کسی اعلیٰ افسر پر شبہ ظاہر کیا گیا اور اس کے ملوث ہونے کے شبہ میں کرنل پروہت کو گرفتار کیا گیا۔ اس دوران ملزمان کے خلاف جو بیانات سامنے آئے ہیں وہ نہایت خطرناک ہیں۔ ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا، بلکہ ایک گہری سازش تھی۔

بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑے پیمانے پر قتل وغارت کا منصوبہ بنایا گیا تھا اور ملک کے بہت بڑے بڑے لوگوں کو ٹھکانے لگانے کا ارادہ تھا، جن میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ اور بی جے پی کے بعض چوٹی کے لیڈر بھی شامل تھے۔ اور تعجب ہے کہ ان کے بارے میں ان کے قتل کی سازش رچنے والوں کا خیال یہ تھا کہ یہ ہندو راشٹر بنانے کی راہ میں یا تو رکاوٹ بن رہے ہیں یا ان کی وجہ سے اس خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے میں تاخیر ہو رہی ہے، جو گرفتاریاں ہوئی ہیں اور جس قسم کے بیانات سامنے آئے ہیں اس سے اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سماج کے مختلف طبقوں کے افراد اس میں شامل ہیں۔ جن میں فوج کے جوانوں جیسے پیشہ ورانہ ماہرین سے لے کر دھارمک گرو تک ہیں۔ یہ بھی نہایت خطرناک بات ہے کہ ان کا تعلق ملک کے کسی ایک علاقے اور خطے سے نہیں ہے بلکہ مختلف گوشوں میں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس قسم کی ذہنیت کس حد تک پیوست ہوچکی ہے۔ اس کا ایک پہلو یہ ہے کہ ان کے باغیانہ تیور حد درجہ خطرناک ہیں۔ اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ اس میں ایسے لوگوں کی بھی گنجائش نہیں ہے جو لیت ولعل سے کام لیں یا مصلحت پسندی کا مظاہرہ کریں، خواہ وہ ہندو راشٹر کے قیام کے خیال سے اتفاق ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔ اس گروہ کے نزدیک ایسے افراد بھی قابل گردن زدنی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ باغیانہ رجحان کیونکر پیدا ہوا۔ یہ دراصل اسی نفرت کی بنیاد پر کی جانے والی سیاست کا شاخسانہ ہے جو پچھلے بیس پچیس برس سے ملک میں جاری ہے، جس کا ایک اظہار بابری مسجد کی شہادت ہے۔ رام جنم بھومی تحریک کے جلو میں یہ ذہنیت پروان چڑھی ہے۔ اس نے جو خواب دکھائے تھے وہ بیس برس گزر جانے کے بعد بھی پورے نہیں ہوئے جس نے ایک بڑے طبقے کو بے چین وبے قرار کر دیا اور شاید اب اس کا اپنی لیڈر شپ پر سے بھی اعتماد اٹھ گیا ہے۔ اب وہ کچھ کر گزرنے پر آمادہ نظر آرہا ہے۔

ممبئی سانحہ پر ہند۔پاک سیاست اشتعال انگیزی کو ہوا دے رہی ہے

باہمی اشتراک، اعتماد کا فقدان، بین الاقوامی اسٹیج کا استعمال پورے خطے کے لئے نقصاندہ ہے

ممبئی سانحہ کے پس منظر میں ہندوستان کے اقوام متحدہ سے اس مطالبے کے درمیان کہ وہ پاکستان سے اپنی سرزمین سے چلنے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کے خاتمے کے تعلق سے کئے جانے والے اپنے وعدوں پر عمل کو یقینی بنائے، پاکستان کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے اعلان کیا ہے کہ ممبئی حملوں کے بارے میں پاکستان اپنی تحقیقاتی رپورٹ تین چار روز میں شائع کردے گا اور اس سلسلے میں پوری دنیا کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ پاکستان کے وزیر اعظم نے لاہور ایئر پورٹ پر میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان نے جو ڈوسیئر دیا ہے اس کے بارے میں پاکستان اپنی معلومات آئندہ پیر یا منگل کو شائع کردے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ معلومات پوری دنیا پر واضح کردی جائیں گی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی جائے گی اور یہ بتایا جائے گا کہ حقائق کیا ہیں؟ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ پاکستان نہ تو کوئی بات چھپانا چاہتا ہے اور نہ ہی یہ چاہتا ہے کہ اس کی سرزمین دہشت گردی کے لئے استعمال کی جائے۔ پاکستانی وزیر اعظم نے کہا کہ وہ ممبئی حملوں کو غلط سمجھتے ہیں اور ان کی مذمت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ ہر طرح کی دہشت گردی کے خلاف ہیں۔ ممبئی سانحہ پر پاکستان کے الگ تھلگ پڑنے کو مسترد کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ پاکستان تنہا نہیں ہے اور پوری دنیا ان کے موقف کی حمایت کرتی ہے۔ بی بی سی کے مطابق پاکستان کے مشیر داخلہ رحمٰن ملک اور وزیر قانون فاروق نائک کے درمیان اس رپورٹ کے حوالے سے ایک ملاقات ہوئی ہے جس میں اس کے مختلف قانونی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ کیا پاکستان کے لئے اپنے انسداد دہشت گردی ایکٹ میں تبدیلی کی ضرورت ہے یا نہیں۔

ادھر ہندوستان نے اقوام متحدہ سے پاکستان کو اپنے وعدوں کا پابند بنانے کے مطالبہ کے ساتھ اس بات پر ناراضگی کا اظہار بھی کیا ہے کہ ممبئی حملوں کے تعلق سے ثبوت فراہم کرنے کے باوجود پاکستان نے اب تک کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ وزیر خارجہ پرنب مکھرجی نے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بان کی مون سے ملاقات کے دوران کہا کہ اس بات کے پختہ ثبوت ہیں کہ حملوں کی سازش پاکستان میں رچی گئی اور پاکستانی عناصر نے ہی اسے انجام بھی دیا ہے۔ وزارت خارجہ کے وزیر مملکت آنند شرما نے بھی کہا ہے کہ ممبئی حملہ پاکستان کی سازش تھی اور وہ اس کے لئے ذمہ دار لوگوں کو بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک روز قبل خارجہ سکریٹری شیو شنکر مینن نے بھی یہی بات کہی تھی۔ جبکہ پاکستان کی وزارت خارجہ نے مینن کے الزام کو خارج کرتے ہوئے اسے محض پروپگنڈہ سے تعبیر کیا تھا۔

لندن کے فائنانشیل ٹائمز نے پاکستان کے اعلیٰ عہدیدار کے حوالے سے کہا ہے کہ ممبئی حملے کی سازش بنگلہ دیش میں رچی گئی اور ہندوستان سے بھی اس میں مدد ملی ہے۔

واضح ہو کہ ہندوستان نے پاکستان کو جو ثبوت فراہم کئے تھے ان میں زیر حراست ملزم اجمل قصاب سے حاصل شدہ معلومات، حملوں کے دوران موبائل پر ہونے والی گفتگو، اسلحہ، جی پی ایس، سٹیلائٹ فون کا ڈاٹا کے علاوہ صابن، آٹے کی بوری، دودھ کے پیکٹ، شیونگ کریم، منجن کے پیکٹ جن پر پاکستان کی فیکٹریوں کے پتے درج ہیں بھی شامل ہیں۔ بی بی سی اردو ڈاٹ کام کے مطابق ان اشیاء کے تعلق سے سپریم کورٹ کے وکیل اور ماہر قانون پرشانت بھوشن کا کہنا ہے کہ جہاں تک میٹریل ثبوتوں کی بات ہے انہیں عدالت میں ثابت کرنا پڑے گا کہ یہ ساز وسامان ممبئی حملوں کے دہشت گردوں کے قبضے سے برآمد کئے گئے ہیں اس لئے کہ پاکستان کے بنے ہوئے سامان کہیں سے بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ پاکستان بھی اب تک ان ثبوتوں کو محض دعوے سے تعبیر کرتا رہا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دونوں ہی ممالک کی طرف سے مسئلہ کو حل کرنے اور اس کی تہہ تک پہنچ کر حقائق کا پتہ لگانے کی اب تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی ہے۔ اس کے بجائے اس پر سیاست کرنے اور اشتعال انگیزی کو ہوا دینے کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا گیا ہے۔ دونوں ہی ممالک کے سربراہان کی یہ بھی کوشش رہی ہے اور اب بھی ہے کہ بین الاقوامی سطح پر اپنے اپنے موقف کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کی جائے۔ ان کی تائید حاصل کی جائے اور دوسرے کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی جائے جو کہ دونوں ممالک بلکہ خطے کے لئے نقصاندہ ثابت ہوسکتا ہے۔ ممبئی حملہ ہو یا کوئی اور، مسئلہ تمام ایشوز باہمی اشتراک واعتماد کے ذریعے حل کئے جاسکتے ہیں۔ بیرونی مداخلت باہمی مسائل پیچیدہ بنا دے گی۔

●●

ان سے اپنائیت صرف اپنے مفاد تک محدود ہے

شدھی اور گھر واپسی کے ڈرامے رچنے والے ہندوتوادی، درج فہرست قبائل اور درج فہرست ذاتوں کو اقلیتوں کے خلاف تشدد، نفرت اور دہشت گردی میں استعمال کرنے کے لئے ہندو قرار دیتے ہیں جبکہ مندروں میں داخلہ یگیہ میں شمولیت اور ویدوں کے پڑھنے کی بات آتے ہی انہیں دور سے ہی بھگا دیتے ہیں۔

بات گجرات کے مسلم قتل عام کی ہو یا کسی دوسرے فرقہ وارانہ فساد کی، اطلاعات یہی ہیں کہ فسطائی طاقتیں ہمیشہ ہی درج فہرست اور دوسری اقلیتوں کے خلاف نفرت اور تعصب کا زہر بھرتی ہیں۔ اڑیسہ میں عیسائیوں کے خلاف ہونے والی فرقہ وارانہ زیادتیوں میں بھی انہیں خوب استعمال کیا گیا، لیکن جب بھی انہیں ہندو قرار دے کر مساوات وبرابری اور دیگر بنیادی انسانی حقوق دینے کی بات آتی ہے ان کو نہ صرف ہندو تسلیم کرنے سے بلکہ انسان تسلیم کرنے سے بھی انکار کردیا جاتا ہے اور ایسی حالت میں ان کے ساتھ مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں کے خلاف کئے جانے والے سلوک سے بھی بدتر اور گھناؤنا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

اڑیسہ میں پرمیلا ملک خواتین و اطفال کی فلاح وبہبود کی وزیر ہیں۔ دلت ہوتے ہوئے لوکل باڈیز سے اسمبلی، پریشد اور پارلیمنٹ کا ممبر منتخب کرلینا تو جمہوریت اور آئین وقانون کے تحت مجبوری ہے۔ اسی مجبوری کے تحت انہیں وزیر بھی بنالیا جاتا ہے اور وزیر کی حیثیت میں وہ مشہور اکھنڈ الامنی شومندر میں بھی گھس گئیں کہ بطور وزیر ان کے ساتھ چلنے والی سیکورٹی فورسیز کے سامنے مندر کے پجاری مجبور ہوگئے مگر وہ دھارمک گرنتھوں کی تعلیمات اور مندر وہندو دھرم کی روایات سے تو انحراف نہیں کرسکتے تھے حتیٰ کہ ایسی مجبوری اور بے بسی کی حالت میں پرائشچت یا تدارک کی جو تدابیر دھرم اور دھرم گرنتھوں نے بتائی ہیں بعد میں ہی سہی انہیں تو کام میں لا ہی سکتے ہیں۔ چنانچہ پرمیلا ملک الیکشن میں ووٹ حاصل کرکے جیت گئیں۔ وہ کابینہ میں بھی شامل ہوگئیں، لیکن اچھوت ہونے کا داغ تو اپنے اوپر سے نہیں دھوسکتیں اور اس داغ کے ساتھ بحیثیت وزیر حاصل تحفظ سہولت اور طاقت کے بل پر ریاستی راجدھانی بھبنیشور سے تقریباً ایک سو ستر کلو میٹر کی دوری پر واقع بھدرک کے اراوی والے اکھنڈ الامنی شومندر میں گھس گئیں تو بے بسی وبے چارگی سے مندر کے پجاریوں نے ناک بھوں چڑھا چڑھا کر اور دانت چبا چبا کر انہیں آتے جاتے دیکھ لیا مگر جیسے ہی وہ مندر سے باہر نکلیں ان سب نے مل کر ''مہا اسنان'' کرڈالا۔

دلت خاتون وزیر نے مندر میں گھسنے کا یہ ''جرم''، مکر سکرانتی کے موقع پر بیتا رانی ندی کے کنارے پر واقع مندر میں صبح کے تقریباً ساڑھے سات بجے کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اڑیسہ کے بیشتر مندروں میں اب دلتوں کا داخلہ کوئی مسئلہ نہیں رہ گیا ہے کہ ان کی مکتی اور نجات کی غرض سے نہیں اور دھرم و دھرم گرنتھوں کی تعلیمات کے تحت نہیں بلکہ عددی سیاست ووٹوں کی اکثریت واقلیت اور اقلیتوں کے خلاف ان کے استعمال کی ضرورت کے تحت دھرم اور دھارمک گرنتھوں سے انحراف کرتے ہوئے انہیں داخلے کی اجازت دے دی گئی ہے تاہم اب بھی ''سچے من'' سے ہندو دھرم کا پالن کرنے والے پجاری اس کے لئے تیار نظر نہیں آتے اور اس لئے ملک کے دوسرے مقامات کی طرح اڑیسہ کے بھی بہت سے مندروں میں دلتوں، شیڈولڈ کاسٹ و شیڈولڈ ٹرائبس کے لوگوں کو داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ خاتون وزیر نے مندر میں دان دکشنا بھی دی، مورتیوں پر چڑھاوا بھی چڑھایا، پجاریوں نے یہ سب تو حاصل اور منظور کرلیا مگر بعد میں پورے مندر کا مہا اسنان کرکے اس کو پاک کرنا ضروری سمجھا کیونکہ ان کے داخلے سے پجاریوں کی شردھا اور آستھا کو ٹھیس پہنچی اور ان کا مندر ناپاک ہوگیا۔ یہ معاملہ اس طرح ہوا ہے جیسے راجستھان کے بھیلواڑہ ضلع کے تلولی گاؤں کے دلتوں سے یگیہ کے لئے دان دکشنا، چندہ سب کچھ لے لیا گیا مگر انہیں یگیہ میں حصہ لینے سے منع کردیا گیا۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ دلت لیڈر اور رہنما اپنے پروگراموں، میٹنگوں اور جلسوں میں بڑے زور وشور کے ساتھ یہ بات کہتے ہیں کہ بابا صاحب امبیڈکر نے کہا تھا:

''میں ہندو پیدا ہوا، یہ میری مجبوری تھی کہ یہ میرے اختیار وبس سے باہر کی بات تھی مگر میں ہندو رہتے ہوئے مروں گا نہیں یہ میرے اختیار میں ہے'' اور بابا صاحب نے اپنے اس قول کو پورا کر دکھایا کہ مرنے سے پہلے انھوں نے ہندو دھرم چھوڑ کر بودھ مت اپنا لیا۔ مگر حیرت ہوتی ہے کہ ڈاکٹر امبیڈکر کے اس قول کو زندگی بھر دہراتے رہنے والے یہ لیڈر، دانشور اور ودوان خود اس قول وعمل کو اپنے لئے قابل تقلید نمونہ بنانے کے لئے تیار نہیں ہوتے بلکہ کانشی رام اور مایاوتی کی اختیار کردہ روش کے تحت ان سے لڑ کر مندروں میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ کچھ بھی کرلیں جب دھرم اجازت نہیں دیتا تو ان کو یہ جواز کم از کم دھرم اور دھارمک گرنتھوں کی رو سے تو حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ تو دھارمک شکشاؤں کا کھلا النگھن اور انحراف ہے۔ پھر زبردستی کسی کے دھرم استھل میں گھسنا بھی تو ظلم وزیادتی ہے۔ اگر وہ یہ چاہتے ہی ہیں تو خود اپنے مندر اور دھرم شالہ بنائیں۔

●●

ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کی رہائی پر امریکہ کو تشویش

لندن۔ بی بی سی اردو سروس کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکہ نے پاکستان کے ممتاز جوہری سائنسداں ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کی رہائی پر تنقید کی ہے اور ان کی رہائی کے عدالتی فیصلے کو انتہائی قابل افسوس اور بدقسمتی قرار دیا ہے۔

واضح رہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے جمعہ کے روز (۶ رفروری ۲۰۰۹ء کو) ایٹمی سائنسداں ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کو آزاد شہری قرار دیتے ہوئے ان کی نظر بندی ختم کرنے کا حکم دیا تھا۔

اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ ڈاکٹر خان ابھی تک جوہری پھیلاؤ کے سلسلے میں ایک خطرہ ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن نے کہا ہے کہ انہیں ڈاکٹر قدیر خان کی رہائی سے بہت تشویش ہوئی ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سردار محمد اسلم نے ڈاکٹر قدیر خان کی نظر بندی کے خلاف درخواستوں پر فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر پر ایٹمی ہتھیاروں کے الزامات ثابت نہیں ہوسکے اور انہیں آزادانہ نقل وحرکت کی اجازت ہے۔ تاہم اس فیصلے میں کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر خان کو سیکورٹی معاملات کی وجہ سے اپنی نقل وحرکت کی پیشگی اطلاع حکومت کو دینی ہوگی۔ فیصلے میں مزید کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر خان سیکورٹی میں آزادانہ طور پر آجاسکیں گے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ حکومت ڈاکٹر خان کو وی آئی پی سیکورٹی فراہم کرے اور انہیں اظہار رائے، تحقیقاتی کام، اپنی مرضی کے ڈاکٹر سے علاج اور ذرائع ابلاغ سے بات کرنے کی بھی اجازت ہے۔

اس سے پہلے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی نظر بندی کے بارے میں دائر درخواستوں پر عدالت نے یہ احکام دیئے تھے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو اپنے گھر میں اپنے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنے کی اجازت ہوگی تاہم ان افراد کو ملاقات سے پہلے ان کی سیکورٹی کلیرنس حاصل کرنا ہوگا۔ اس فیصلے کے بعد اسلام آباد کے سیکٹر ای سیون میں اپنی رہائش گاہ کے باہر ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ انھوں نے اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ نہیں دیکھا لیکن لگتا ہے کہ نظر بندی ختم ہوگئی ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو میڈیا یہاں کیسے پہنچتا۔

ان کا کہنا تھا کہ اگر پاکستانی حکومت مدد مانگے گی تو میں ضرور مدد کروں گا۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ امریکہ اور دیگر ممالک کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور ان (قدیر خان) کا تعلق صرف پاکستانی حکومت کے ساتھ ہے۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کی سلامتی کے لئے انھوں نے جو کچھ بھی کیا اس پر انہیں فخر ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے کہا کہ وہ کبھی بھی ایٹمی ہتھیاروں کی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ میں ملوث نہیں رہے اور انہیں قربانی کا بکرا بنا کر مفادات حاصل کئے گئے۔

اپنی سیکورٹی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں جوہری سائنسداں نے کہا کہ وہ پہلے بھی یہودیوں اور دیگر غیر مسلموں کے نشانے پر تھے۔ تاہم انھوں نے کہا کہ ان کی سیکورٹی کے حوالے سے حکومت تسلی بخش اقدامات کرے گی۔ ڈاکٹر خان نے کہا کہ وہ اپنے سابقہ پیشہ ورانہ امور جاری نہیں رکھیں گے اور اب تعلیمی اور فلاحی کاموں پر توجہ دیں گے۔ اس سے پہلے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے وکیل جاوید اقبال جعفری نے اسلام آباد ہائی کورٹ میں میڈیا کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی نظر بندی کو چار سال پہلے ہی ختم کردینا چاہئے تھا۔ انھوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ویزا ملنے کی صورت میں بیرون ملک بھی جاسکتے ہیں۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر خان کی رہائی کے لئے متعدد درخواستیں اسلام آباد ہائی کورٹ میں دائر کی گئی تھیں جس پر عدالت کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر قدیر کی نظر بندی کے خلاف یا ڈاکٹر خان خود یا ان کے قریبی رشتہ دار عدالت میں درخواست دائر کریں۔

خیال رہے کہ ڈاکٹر خان نے ۲۰۰۴ء میں پاکستان کے سرکاری ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے اعترافی بیان میں کہا تھا کہ ایٹمی راز منتقل کرنا ان کا ذاتی فعل تھا اور اس میں حکومت یا اس کا کوئی ادارہ ملوث نہیں تھا۔ جبکہ گزشتہ برس اکتوبر میں انھوں نے کہا تھا کہ انھوں نے جو کچھ بھی کیا تھا جرنیلوں کے کہنے پر کیا تھا۔

اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کے نام ایک اور خط میں انھوں نے لکھا تھا کہ انھوں نے ٹی وی پر اگر جوہری توانائی کے پھیلاؤ کے بارے میں جو بیان دیا تھا وہ ملکی مفاد میں تھا حالانکہ وہ اس میں کبھی بھی ملوث نہیں رہے۔ تاہم جیسا ان سے کہا گیا تھا ویسے ہی انھوں نے ۴ رفروری ۲۰۰۴ء کو اسٹریٹجک ڈویژن کی طرف سے دیا جانے والا بیان سرکاری ٹی وی پر جاکر پڑھ دیا۔ دریں اثناء جوہری توانائی کے عالمی ادارے انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی یا آئی اے ای اے نے خبردار کیا ہے کہ پاکستان کے جوہری سائنسداں ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے وابستہ گروہ نے جوہری ہتھیاروں کی معلومات کمپیوٹرز میں رکھی تھیں جو باقی دنیا کے لئے خطرہ ہیں۔ لیبیا کے جوہری امور کے بارے میں ادارے نے اپنی خفیہ رپورٹ میں کہا ہے کہ ڈاکٹر خان سے وابستہ گروہ نے جوہری ہتھیاروں کی جو معلومات الیکٹرانک ڈیٹا یا برقی طور پر کمپیوٹرز میں رکھی تھیں ان میں ہتھیاروں کے نمونے بھی شامل تھے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ معلومات کو الیکٹرانک ڈیٹا کی شکل میں کمپیوٹرز پر رکھنے کی وجہ سے نیٹ ورک کے لئے یہ آسان ہوگیا تھا کہ وہ جوہری ہتھیاروں کے متعلق تازہ ترین معلومات کو تقسیم کرسکے۔ تاہم رپورٹ نے لیبیا کو جوہری ہتھیاروں کے معاملے میں بالکل پاک قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ۲۰۰۴ء کے بعد سے جوہری نگراں انسپکٹروں نے وہاں کسی قسم کی پیشرفت نہیں دیکھی۔ جب بی بی سی اردو سروس نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے سابق اعلیٰ سائنسداں ڈاکٹر ثمر مبارک مند سے اس معاملے میں رابطہ کیا تو انھوں نے کہا کہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ ایک کمپیوٹر پر سب کچھ رکھا جائے۔ ان کا کہنا تھا کہ 'مجھے معلوم نہیں کہ اس رپورٹ میں کن ممالک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ لیکن پاکستان میں کوئی اتنا بے وقوف نہیں ہے کہ ہر چیز، جوہری ہتھیاروں کا مکمل ڈیزائن ایک کمپیوٹر پر ڈال کر رکھ دے کہ یہ لے لو۔ ایسی بات نہیں ہوتی'۔

انھوں نے کہا کہ جوہری ہتھیار بہت پیچیدہ چیز ہوتی ہے۔ اس میں کیمیکل، الیکٹرانک میکانیکل اور دوسری ٹیکنالوجی اور انجینئرنگ استعمال ہوتی ہے اور ہر شعبے کی ڈیزائننگ علیٰحدہ علیٰحدہ جگہ پر ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ یہ سب کچھ ایک جگہ پر مہیا ہو۔ یہ سب کچھ ایک جگہ پر نہیں رکھا جاتا۔ انھوں نے کہا کہ ویسے تو دنیا میں ہر ملک اپنے معلومات کمپیوٹرز پر ہی رکھتا ہے لیکن جوہری ہتھیار کا ڈیزائن اور ٹیکنالوجی کوئی ایسی چیز نہیں کہ اسے ایک کمپیوٹر پر رکھا جائے۔

●●

فکر معاصر

ریزرویشن کا سوال

لوک سبھا انتخابات سے قبل مسلم ریزرویشن کا موضوع ایک بار پھر سامنے آ گیا ہے۔ اس بار اس کا سہرا مسلمانوں کی چند بڑی تنظیموں کے سر جاتا ہے جنہوں نے ایک اجلاس منعقد کر کے مسلمانوں کو نوکریوں اور تعلیمی اداروں میں ۱۰ فیصد ریزرویشن دیے جانے کی زبردست وکالت کی ہے۔ اجلاس میں سچر کمیٹی کی رپورٹ کو بطور حوالہ پیش کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی حالت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس وقت دلتوں سے بھی بدتر ہیں۔ اس لئے انہیں پسماندہ طبقات کا درجہ دے کر ریزرویشن سے مستفید کیا جائے۔ اس موقع پر مقررین نے رنگاناتھ مشرا کمیشن کی رپورٹ کو منظر عام پر نہ لانے کے لئے حکومت کو بھی آڑے ہاتھوں لیا۔ مقررین کی عام دلیل یہ تھی کہ ملک اپنی ۱۵ فیصد آبادی کو نظر انداز کر کے ترقی کی شاہراہ طے نہیں کر سکتا۔ اس لئے اقلیتوں کی حالت کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اجلاس کا انعقاد جمعیۃ علماء ہند، جماعت اسلامی اور آل انڈیا ملی کونسل کے زیر اہتمام عمل میں آیا جس میں ان مقررین کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی جو یا تو مسلمانوں کی حالت سے ہمدردی رکھتے ہیں یا پھر ان کے لئے اپنا مسلم ووٹ بینک بنائے رکھنے کے لئے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار خیال ضروری ہے۔ مقررین میں مرکزی وزیر رام ولاس پاسوان، ہندستانی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری اے بی بردھن، فارورڈ بلاک کے دیوبرت بسواس، جنتادل سیکولر اور نیشنلسٹ کانگریس پارٹی کے نمائندے بھی شریک تھے۔ اس اجلاس کا لب لباب یہ تھا کہ مذکورہ تنظیمیں مسلمانوں کے لئے ریزرویشن چاہتی ہیں جس کی حمایت اجلاس میں شریک تمام مقررین نے کی۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں کو جائز حقوق دلانے یا پھر ان کے لئے ریزرویشن کا مطالبہ کرنے کے لئے یہ پہلا اجلاس تھا جس میں مختلف پارٹیوں کے لیڈروں نے مسلم تنظیموں کی حمایت کی، بلکہ اس سے قبل بھی اجلاس منعقد ہوتے رہے ہیں اور مسلم تنظیموں اور مسلمانوں کی حالت سے ہمدردی رکھنے والے لیڈروں نے پہلے بھی حکومت کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے۔ لیکن یہ نقار خانے میں طوطی کی آواز ثابت ہوئی ہے۔ اب تک مسلمانوں کے لئے ریزرویشن کے سلسلے میں پیش رفت تو کیا حکومت سچر کمیٹی کی سفارشات پر عمل درآمد میں بھی ناکام رہی ہے۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ کہتی ہے کہ مسلمان اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ دبا کچلا طبقہ ہے، جسے تعلیم سے لے کر صحت اور روزگار میں جائز حقوق دیے جانے کی ضرورت ہے۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ مسلمانوں کی جو تصویر پیش کرتی ہے اس کے مطابق آئینی طور پر مسلمان نہ صرف ریزرویشن کے حق دار ہیں بلکہ انہیں دیگر برادران وطن کے ساتھ ترقی کے دھارے میں لانے کے لئے ایسا کیا جانا ضروری بھی ہے۔

لیکن ریزرویشن کے بارے میں مسلمان جو بات نہیں جانتے وہ یہ ہے کہ موجودہ سیاسی صورت حال میں ٹھوس سیاسی موقف کے بغیر اسے حاصل کرنا ناممکن ہے۔ مسلم تنظیموں کو اگر لگتا ہے کہ واقعی وہ مسلمانوں کے لئے ریزرویشن اور دیگر حقوق کی بازیابی کو اپنا نصب العین سمجھتی ہیں تو انہیں اجلاس کرنے کے بجائے عام مسلمانوں کے دروازے پر دستک دینی چاہئے۔ انہیں مسلمانوں کی رائے عامہ ہموار کرنی چاہئے۔ عام مسلمانوں کو اس بات کے لئے راضی کیا جانا چاہئے کہ وہ انتخابات میں صرف اسی پارٹی کو اپنا ووٹ دیں جو کہ انہیں ریزرویشن اور جائز حقوق فراہم کرنے کی ضمانت دے۔ مذکورہ اجلاس میں جن لیڈروں کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی ان میں سے بیشتر ایسے ہیں جن کی سیاسی بنیاد زیادہ مضبوط نہیں ہے۔ یہ لیڈران مسلمانوں کے موقف کی حمایت کر سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کے لئے پالیسی مرتب نہیں کر سکتے۔

(جدید خبر، نئی دہلی)

اسلام کے معاشی نظام پر ایک نظر

ڈاکٹر وقار انور

اسلام مکمل نظام حیات ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو خوب سے خوب تر کرنے اور تمام پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات دلانے کے لئے ایسے اصول وضوابط فراہم کئے ہیں جن سے آخرت ہی نہ سنورے، دنیا کی زندگی بھی امن وشانتی کا گہوارہ بن جائے۔ اسلام نے انسان کے عقائد، اخلاق، معاملات، خانگی زندگی، سیاسی ضرورتوں اور روحانی زندگی کے ساتھ ساتھ ان کے معاش سے متعلق بھی تفصیلی وضروری احکام فراہم کئے ہیں۔ ان احکام کا حسن یہ ہے کہ زندگی کے تمام گوشے باہم مربوط ہو جاتے ہیں اور انسان کو مکمل امن وسلامتی نصیب ہو جاتی ہے۔

اسلامی زندگی اس بنیادی تصور پر قائم ہے کہ انسان کا مالک، حاکم و آقا بلاشرکت غیر صرف اور صرف ایک اللہ ہے جس نے ہمیں عقل، سمجھ، کسی چیز کے اختیار یا ورکرنے کی آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے سامانِ حیات دیا اور وہ ہم سے آخرت میں اس بات کا حساب لے گا کہ اس کی عطا کردہ نعمتوں بشمول حیات، آزادی اختیار اور سامانِ حیات کا ہم نے کیسے استعمال کیا۔ اگر یہ کام اس کی مرضی کے مطابق ہوا تو اسے جنت نصیب ہوگی ورنہ جہنم کا انجام انسانوں کے لئے مہیا ہے۔ حیات اور سامان حیات کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کے لئے اللہ نے اپنے رسولوں اور کتابوں کا سلسلہ رکھا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پر جا کر ختم ہوا جو قیامت تک ہدایت کا ذریعہ ہے۔

سامانِ حیات سے فائدہ اٹھانا بنیادی طور پر ناپسندیدہ نہیں ہے۔ صرف اس بات کو یاد رکھنا ہے کہ ہم کسی چیز کے اصلاً مالک نہیں ہیں بلکہ اصل مالک کے نمائندے ہیں۔ ہمیں تمام چیزوں کو استعمال کرنے اور ان میں اپنی کوشش سے اضافہ کرنے کے لئے اصل مالک کے احکام جو قرآن کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود ہیں کا خیال کرنا ہوگا۔ ان احکام کے تحت نعمتوں میں جو بھی اضافہ ہو وہ پسندیدہ ہے۔ اس طرح دولت حاصل کرنا، اس میں اضافہ کی کوشش کرنا، اس سے فائدہ اٹھانا، اسے خرچ کرنا اور اسے جمع کر کے رکھنا برا نہیں ہے، بلکہ اچھا ہے بشرطیکہ ان سب کام میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی پابندی کی جائے۔

اسلام کی تعلیم کے مطابق تمام انسان ایک ماں باپ ''آدم وحوا'' کی اولاد ہیں اس لئے ان میں رنگ ونسل، زبان، علاقہ، ذات وبرادری یا خاندانی پیشے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اپنی زندگی بسر کرنے کے لئے ہر شخص کو اس بات کا یکساں موقع حاصل ہے کہ وہ جائز کاموں میں سے جس کام کو پسند کرے اسے اختیار کرے اور دولت ودیگر وسائل حیات کو حاصل کرنے، انہیں خرچ کرنے، جمع کرنے اور مزید دولت حاصل کرنے کے لئے اسے کاروبار میں لگانے کا کام کرے۔ حکومت اور سماج کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تمام انسانوں کو یکساں مواقع فراہم کرے اور اگر کوئی شریر کسی کے اس جائز قانونی حق میں کوئی رکاوٹ ڈال رہا ہے تو اسے ایسا نہ کرنے دے۔

البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام انسانوں کے حالات اور ذہنی وسماجی صلاحیتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں، کسی کی عقل زیادہ ہے، کسی کا جسم طاقت ور ہے، کوئی شہری ہے اور کوئی دیہاتی، کوئی صحت مند ہے اور کوئی کمزور۔ رزق حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم کرنے کے بعد بھی ہر شخص برابر روزی حاصل نہیں کر سکتا، اس لئے زندگی کی دوڑ میں تمام لوگ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے، کوئی بہت آگے بڑھ جائے گا اور کوئی بہت پیچھے رہ جائے گا۔ ہو سکتا ہے کچھ لوگوں کے لئے اپنی بنیادی ضرورتیں پوری کرنا بھی محال ہو۔ اسلام نے ایسے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ایک طرف زکوٰۃ، صدقات اور وقف جیسے فلاحی وخیراتی طریقوں کی تعلیم دی ہے اور دوسری طرف یتیم بچوں، بیوہ خواتین، بوڑھے اور بیمار افراد اور دوسرے ضرورت مندوں کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔

اسلام نے معیشت کا یہ رُخ متعین کیا ہے کہ وسائل حیات اس طرح استعمال ہوں کہ وہ انسانوں کے فلاح وبہبود کا ذریعہ بنیں۔ اس سلسلہ میں اسلامی شریعت کے ماہرین نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کے پیش نظر یہ بات بتائی ہے کہ جو بھی کام کیا جائے اس کا مقصد انسان کے عقیدہ، اس کی زندگی، اس کی عقل، اس کی نسل اور دولت کو محفوظ رکھنا ہے۔ جس طرح انسان کی زندگی اور دولت محترم ہے ویسے ہی اس کی عزت نفس، عقل، اس کی نسل اور اس کا عقیدہ قابل احترام ہے، ان میں کسی معاملے میں اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔

معیشت کے سلسلے میں اسلامی تعلیمات میں چند چیزوں کو سختی کے ساتھ روک دیا گیا۔ ان حرام چیزوں میں سب سے اوّل سود ہے، یعنی کسی قرض پر زیادہ رقم یا کسی اور طرح کا فائدہ حاصل کرنا۔ سود نہ لیا جا سکتا ہے، نہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اس کا کاروبار کیا جا سکتا ہے، حتی کہ سودی لین دین کرنے والوں کے کاغذات (Documents) تیار کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ دوسری چیزیں جو حرام ہیں اور جن پر روک لگا دی گئی ہے وہ جوا، اشیائے خوردنی کی قیمت بڑھنے کے لئے روکنا، رشوت، دھوکہ، جو چیز اپنے قبضے میں نہ ہو اسے بیچنا، جبر، معاہدے کے وقت اہم معلومات فراہم نہ کرنا، کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ فائدہ حاصل کرنا اور جھوٹی بولی بول کر قیمت بڑھانا وغیرہ شامل ہیں۔

اسلام نے حرام، ناپسندیدہ اور ناگوار چیزوں کا ذکر تفصیل سے کر دیا۔ جو چیز اس حرام لسٹ سے باہر ہیں ان کے لئے انسان آزاد ہے۔ حرام اور ناگوار چیزوں کی یہ لسٹ چھوٹی سی ہے اور اس کے باہر کام کی ایک پوری دنیا موجود ہے جن کو اختیار کر کے آدمی اپنی معاشی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔

آمدنی کے حصول کے سلسلہ میں اسلامی اصول یہ ہے کہ تمام جائز کاموں کے ذریعہ جائز طریقہ سے دولت حاصل کی جا سکتی ہے۔ کوئی پیشہ، اور کوئی ذریعہ آمدنی کسی خاندان یا علاقہ یا برادری کے لئے مخصوص نہیں ہے اور ہر شخص اپنی صلاحیت، ذوق، مخصوص حالات ومواقع کے مطابق کوئی کام بھی اختیار کر سکتا ہے۔ کسی ناجائز کام کو اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ شراب اور نشہ آور چیزوں کا بنانا، فحش کاری اور ناچ گانے کا پیشہ، جوا، لاٹری، سٹہ، ایسا کام جس میں کسی ایک کا فائدہ اور دوسرے کا نقصان ہو یا کسی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسے پریشان کیا جا رہا ہو اور اس طرح کے تمام کام جو ایک آدمی اور اس کے سماج کے لئے غلط ہیں ان سے روک دیا گیا۔

جائز طریقوں سے حاصل کی ہوئی دولت پر ہر شخص کو مالکانہ حقوق حاصل ہیں، وہ اسے چاہے تو خرچ کرے یا بچا کر رکھے، لیکن خرچ صرف وہیں کر سکتا ہے جس کی اجازت ہے۔ جس طرح دولت حاصل کرنے میں ناجائز طریقوں پر روک لگا دی گئی ہے، ویسے ہی دولت خرچ کرنے کے تمام غلط راستوں پر روک لگا دی گئی ہے۔ اس طرح دولت کا بیجا اظہار اور عیش وعشرت کے ان تمام کاموں میں جو اسلامی احکام کے تحت حرام اور ناپسندیدہ ہیں، اپنی دولت کا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ شراب نہیں پی جا سکتی، حرام کاری نہیں کی جا سکتی، جوا اور سٹہ میں رقم نہیں لگائی جا سکتی صاف ستھری طریقے سے حاصل کی ہوئی آمدنی صاف ستھرے طریقے سے ہی خرچ کی جا سکتی ہے۔

جائز طریقوں سے حاصل آمدنی کو جائز اور درست طریقوں سے خرچ کرنے کے علاوہ جمع بھی کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح اخراجات میں کٹوتی کر کے یا اخراجات سے زائد رقم کی بچت کو مزید دولت حاصل کرنے کے لئے کاروبار میں لگایا بھی جا سکتا ہے۔ بچت کی صورت میں اسلام نے زکوٰۃ اور عشر کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ یعنی اس طرح بچی ہوئی رقم یا سامان تجارت پر زکوٰۃ اور زرعی پیداوار پر عشر ادا کیا جائے۔

دولت کے سلسلے میں اسلامی اصول یہ ہے کہ وہ گردش میں رہے اور ایک جگہ سمٹی نہ رہے۔ اس سلسلے میں اسلام نے تفصیل کے ساتھ قانون وراثت کا حکم دیا ہے تاکہ جو دولت ایک شخص کے پاس اس کی موت کے وقت جمع ہے اس کے وارثوں میں تقسیم ہو جائے۔ اس طرح جو دولت ایک دفعہ سمٹ گئی ہو، پشت در پشت سمٹی نہ رہے۔

اس طرح اسلام نے اپنے معاشی نظام میں حلال آمدنی، حلال خرچ، درست طریقے سے بچت اور مزید دولت کے لئے دولت لگانا (Investment) اور پھر ایک شخص کے پاس جمع رقم کو اس کے وارثوں میں تقسیم کا نظام کر کے اچھا انسان اور اچھا سماج بنانے کا طریقہ اختیار کیا ہے اور اس طریقہ سے اپنے پیدا کرنے والے کو راضی وخوش کر کے دنیا کی زندگی میں سکون وشانتی اور آخرت میں ہمیشہ باقی رہنے والی جنت کا راستہ دکھایا ہے۔

●●

غزہ پر حملہ نے اسرائیل کو بے نقاب کر دیا

غزالہ عزیز

۱۴ مئی ۱۹۴۸ء میں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا لیکن اس کی باقاعدہ منصوبہ بندی سترہویں صدی سے شروع ہوئی۔ فلسطین پر باقاعدہ قبضے کے لئے ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کا پہلا ہیڈ کوارٹر ویانا میں تھا۔ اس کمیٹی نے بعد میں ایک سوسائٹی بنائی جس کا مقصد فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرنا تھا۔ ۱۸۹۶ء میں ویانا میں ایک یہودی ڈاکٹر ہرزل نے یہودی ریاست کا تصور پیش کیا لہٰذا باقاعدہ طور پر یہودیوں کی ایک کانفرنس بلائی گئی جس میں فیصلہ کیا گیا کہ دنیا کے مختلف گوشوں سے یہودیوں کی فلسطین نقل مکانی کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ سب سے پہلے جس ملک کے یہودیوں نے فلسطین کی طرف نقل مکانی کی وہ روس تھا۔

برطانیہ نے یہودیوں کی بھرپور معاونت کی۔ فلسطین خلافت عثمانیہ کے تحت اور ترکی کا حصہ تھا۔ یہودیوں نے برطانیہ کی مدد سے سلطان ترکی سے مذاکرات کئے اور کوشش کی کہ خلیفہ بیت المقدس اور فلسطین کا علاقہ یہودی ریاست کے قیام کے لئے دے دے۔ اگرچہ اس وقت خلافت عثمانیہ انتہائی خستہ حال اور مقروض تھی لیکن خلیفہ عبدالحمید نے دینی حمیت اور جرأت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے پاؤں کی انگلی سے تھوڑی سی مٹی کرید کر کہا کہ اگر اس ساری دولت کے بدلے تم اگر بیت المقدس کی اتنی سی مٹی بھی مانگو گے تو ہم نہیں دیں گے۔

بعد میں یہودیوں نے سازشیں کر کے ترکی کی خلافت ختم کرا دی۔ ترکی کے انقلاب کے بعد جو حکومت آئی اس کی کابینہ میں تین ارکان تھے اور تینوں یہودی تھے انہوں نے یہودیوں کو زمین کی ملکیت کا حق دلایا۔ برطانیہ نے فلسطین میں آزاد حکومت قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن وعدے سے انحراف کرتے ہوئے فلسطینیوں کے بجائے یہودیوں کے لئے الگ مملکت کا اعلان کر دیا گیا۔ برطانوی وزیر خارجہ نے اعلان کیا کہ ''ہمیں فلسطین کا فیصلہ کرتے ہوئے وہاں کے مقامی باشندوں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں اور صیہونیت ہمیں عربوں کی خواہش سے زیادہ عزیز ہے۔'' حکومت برطانیہ نے برصغیر میں کشمیر پر ہندو قبضے کی طرح عرب سینے میں بھی اسرائیل کی شکل میں خنجر گاڑ دیا جس سے ۶۰ سال سے لہو رس رہا ہے۔

''اعلان بالفور'' جس کے ذریعہ برطانوی حکومت نے ۱۹۱۷ء میں اس بات کا ذمہ لیا کہ ''وہ فلسطین میں یہودیوں کے ایک ملک کا قیام عمل میں لائے گی۔'' اس میں یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ''کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جائے گا جو فلسطین کے موجودہ غیر یہودی باشندوں کے شہری مذہبی حقوق کو نقصان پہنچائے۔''

یاد رہے کہ اس وقت فلسطین کی آبادی کا ۹۱ فیصد مسلمانوں اور صرف ۹ فیصد یہودیوں پر مشتمل تھا۔ پھر اس تناسب کو تبدیل کرنے کے لئے ایک طرف یہودیوں کو باہر سے لا لا کر آباد کیا گیا اور دوسری طرف فلسطینیوں کو قتل وغارت گری کے ذریعہ اپنا وطن چھوڑ کر در بدر ہونے پر مجبور کیا جانے لگا اور ان کی زمینوں جائدادوں اور گھروں پر قبضہ کر لیا گیا۔

میڈیا پر مکمل صیہونی قبضہ تھا لہٰذا مغربی عوام تک جو بات پہنچتی تھی وہ یہ کہ یہودیوں کو تو فلسطین کے نسبتاً غیر آباد علاقوں میں آباد کیا جا رہا ہے۔ مغربی میڈیا پر زور وشور کے ساتھ فلسطینیوں سے مذاکرات گفتگو اور بات چیت کا غلغلہ مچایا جاتا رہا۔ جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی گئی کہ سرزمین فلسطین یہودیوں کا حق قدیم زمانے سے ہے۔ جب حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت قائم تھی۔ مزید یہ کہ فلسطین ایک ایسا علاقہ ہے جو کسی قوم کے بغیر ہے اور یہودی ایک ایسی قوم ہے جو وطن کے بغیر ہے چنانچہ یہاں اسرائیل کا قیام مناسب بھی ہے اور مبنی بر انصاف بھی۔ لہٰذا مقبوضہ فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی بستیوں کی تعمیر زور وشور سے ہوتی رہی۔ امریکہ، یورپ اور برطانیہ کے بڑے بڑے اخبارات کے اداریوں میں اسرائیل کے ساتھ ہمدردی ظاہر کی جاتی رہی۔ اور اسرائیل کو مصائب میں گھرا ہوا ایسا ملک قرار دیا جاتا رہا جس کے سپاہی روزانہ حملوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ اسرائیلی درندگی کے خلاف احتجاج کرنے والے اور جوانوں کو دہشت گرد اور آبادیوں پر گن شپ ہیلی کاپٹروں اور ٹینکوں کے ذریعہ گولہ باری کرنے والے اسرائیلی فوجیوں کو معصوم قرار دیتے رہے۔ امریکی صدر علی الاعلان اسے اسرائیل کا حق کہتا۔ ۱۹۴۸ء میں اسرائیل نے فلسطین کے ۵۳۱ دیہات اور قصبوں کو برباد کر کے فلسطین کی ۷۸ فیصد زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد میں ۱۹۶۷ء کی جنگ میں بقیہ ۲۲ فیصد پر بھی قبضہ کر لیا اور جب کبھی علاقے کے لین دین کی بات ہوتی ہے تو اس ۲۲ فیصد کے چالیس فیصد حصہ اور کبھی پچاس فیصد حصہ کی بات ہوتی ہے۔

ذرائع ابلاغ اس کی خبریں پیش کرتے ہوئے کبھی کسی تفصیلی جغرافیائی نقشے کو نہیں دکھاتے کیوں اس طرح عوام کے حقیقت تک پہنچ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

غزہ پر ہونے والا موجودہ اسرائیلی حملہ اس لحاظ سے صیہونی فرمانرواؤں کو بڑا مہنگا پڑا کہ اس سے ہٹلر کے ہاتھوں ہولوکاسٹ کے نشانہ بننے والی مظلوم ومعصوم اسرائیلی قوم کے امیج میں بڑے بڑے سوراخ ہو گئے۔ ان سوراخوں کے ذریعہ یورپ جرمنی اٹلی فرانس افریقہ اور خصوصاً ہوگوشاویز کے علاقے وینزویلا اور لاطینی امریکہ کے لوگوں کو فلسطینی بچوں، نوجوانوں، عورتوں اور بوڑھوں کی خون آلود لاشیں نظر آنے لگیں انہیں۔ اسکولوں اور ہسپتالوں کی وہ عمارتیں بھی نظر آئیں جن کو بچوں اور مریضوں سمیت تباہ کر دیا گیا تھا۔ اقوام متحدہ کے تحت چلنے والے ادارے بھی ان میں شامل تھے۔

اگرچہ اسرائیل نے یہ بات طے کر رکھی تھی کہ غزہ پر حملے کے دوران کسی بھی میڈیا کی ٹیم کو رپورٹنگ یا کوریج کی اجازت نہیں دی جائے گی لیکن اس کے باوجود وہاں سے خبریں بھی باہر آئیں اور تصاویر بھی پھر وہ جب ایک چینل پر چلیں تو دوسروں کو بھی اپنی ساکھ بچانے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا تھا۔ سو غزہ کے اس معرکہ نے ثابت کر دیا کہ مقصد کے لئے خون دینا اور جان دینا جس طرح اہم ہے اسی طرح خون دینے اور جان دیتے دکھانا بھی اہم ترین ہے۔ کہ آج کی جنگ میڈیا پر ہی لڑی اور میڈیا پر ہی جیتی جاتی ہے۔

●●

نئے امریکی صدر بھی پیشرو کے نقش قدم پر

ایس اے قدوائی

خوش گمانی کوئی خراب بات نہیں، لیکن خوش گمانی اور حماقت میں بہرحال بڑا فرق ہے۔ شترمرغ کی طرح ریت میں سر چھپا کر یہ گمان کر لیا جائے کہ خطرہ ٹل گیا ہے تو یہ عمل نری حماقت اور دشمن کا تر نوالہ بننے کی دعوت کے مترادف ہوگا۔

امریکہ کے صدارتی انتخاب کی مہم سے حلف برداری کی تقریب تک دنیا کو اوباما کے بارے میں جتنی بھی جھوٹی توقعات اور خوش فہمیاں تھیں ان کی حقیقت عہدۂ صدارت سنبھالنے کے ایک ہفتہ کے اندر ہی آشکار ہو گئی۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی اور صدر بارک اوباما کی جانب سے کلیدی عہدوں پر سابق بش انتظامیہ سے تعلق رکھنے والے افراد کے تقرر سے ہی واضح ہو گئی تھی کہ سابقہ دفاعی اور خارجہ پالیسیاں بدستور جاری رہیں گی۔ فرق صرف یہ پڑا کہ بش کے متکبرانہ اور زہر آلود لب ولہجے کی جگہ اوباما نے نرم خوئی اور شیریں بیانی کی روش اختیار کی، جب کہ کام سارے وہ بھی وہی کریں گے جو ان کے پیشرو کرتے رہے تھے۔ البتہ اب دشمنوں کو سر سہلا کر اور پانی پلا کر مارا جائے گا۔ اس لئے آپ اوباما کو ''میٹھی چھری'' بھی کہہ سکتے ہیں گوئن ڈائر نے ''ڈرون حملوں'' سے متعلق اپنے مضمون (ڈان، ۲۹ جنوری) میں امریکی پالیسیوں کا جائزہ لیا ہے:

حقیقتاً آپ اس وقت تک امریکہ کے صدر ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپ کسی پر فضائی حملوں کا حکم نہ دیں۔ اس لئے اب بارک اوباما بھی یقیناً امریکہ کے صدر بن چکے ہیں، گوکہ عہدۂ صدارت پر فائز ہوئے انہیں ابھی زیادہ وقت نہیں ہوا تاہم اوباما کو یہ ضرور معلوم ہونا چاہئے کہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ڈرون طیاروں کے ان حملوں میں صرف کوئی بھی مطلوبہ ''خراب آدمی'' ہی ہلاک نہیں ہوتا بلکہ وہ پورا خاندان مارا جاتا ہے جہاں اس نے پناہ لے رکھی ہے۔ پھر اس کارروائی پر پاکستان کی ناراضی الگ، جس کی علاقائی اور فضائی حدود پامال کی جاتی ہیں۔ صدر بارک اوباما گوانتاناموبے بند کرنے کا ارادہ ضرور رکھتے ہوں گے۔ مگر واشنگٹن میں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کا وسیع تر نظر، اب بھی زندہ ہے۔ انہوں نے اپنی دفاعی اور خارجہ پالیسیاں چلانے کے لئے جن لوگوں کو مقرر کیا ہے ان میں سے بیشتر افراد اسی نظریے پر یقین رکھتے ہیں اور اس بات کی کوئی علامت نظر نہیں آتی کہ خود اوباما کو بھی اس پر کوئی اعتراض ہو۔

امریکی افسران کی اس نسل نے ویت نام میں اپنے مشن سے یہ تکلیف دہ سبق ضرور سیکھا کہ نصف کرۂ ارض کے دور افتادہ مقام کے ارد گرد روایتی مہم جوئی پر نکل پڑنا (اُس وقت کمیونزم اور اب اسلام کے خلاف) درحقیقت ایک احمقانہ تصور تھا۔ یہاں ویت نام کے حالات سے موازنہ آسان نہیں، مگر اب افغانستان میں امریکی فوجیوں کو تعینات ہوئے سات سال گزر چکے ہیں جو زیادہ تر وہاں بھی بالکل اسی طرح تربیتی کردار ادا کر رہے ہیں جس طرح جنوبی ویت نام میں ۱۹۵۶ء سے ۱۹۶۳ء تک امریکی صدور آئزن ہاور اور کینیڈی کے بھیجے ہوئے ''مشیروں'' نے ادا کیا تھا۔ جنوبی ویت نام کو امریکہ نواز اور کمیونسٹ دشمن ریاست کے قالب میں ڈھالنے کا سیاسی کام سیگاؤں میں امریکی کارندے نگوڈینہ ڈائم کو سونپا گیا تھا، جب کہ کمیونسٹ فوج ویت کانگ سے لڑنے کی ذمہ داری جنوبی ویت نامی فوج کے سپرد کی گئی تھی۔ بدقسمتی سے جنوبی ویت نام میں نہ تو ڈائم کو کامیابی نصیب ہوئی اور نہ ہی جنوبی ویت نامی فوج کامیاب ہو سکی، اور ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ویت کانگ واضح طور پر کامیابی اور فتح کی راہ پر گامزن تھے۔ چنانچہ کینیڈی نے جنوبی ویت نامی جنرلز کے ایک گروپ کو ڈائم کا تختہ اُلٹنے کی ہدایت کی (جب انہوں نے ڈائم کو ہلاک کیا تو وہ شدید حیرت اور صدمے کی کیفیت سے مغلوب تھا) کچھ ہی عرصے بعد لنڈن بی جانسن نے کینیڈی کی جگہ سنبھالی اور انہوں نے فوراً ہی ویت نام میں امریکی فوجیوں کی تعداد میں تیزی سے اضافے کا حکم دیا۔ پھر امریکہ نے جنگ کی ذمہ داری خود سنبھال لی اور جنگ ہار گیا۔ اب اگر یہاں حالات وواقعات میں کوئی یکسانیت محسوس ہوتی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ امریکہ اس وقت افغانستان میں بھی جنگ کے ایسے ہی مرحلے سے دوچار ہے۔

کابل میں صدر حامد کرزئی امریکہ کے پٹھو ہیں اور ان کی برائے نام سربراہی میں افغان آرمی بھی بغاوت فرو کرنے میں ناکام ہو چکی ہے اور واضح طور پر پسپائی اختیار کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب واشنگٹن میں حامد کرزئی کو تبدیل کرنے کے علاوہ کوئی اور بات سنائی نہیں دیتی (مگر یہ تبدیلی غالباً عام انتخابات کے ذریعہ ہی عمل میں آئے گی کیونکہ افغانستان میں بڑی آسانی سے انتخابی نتائج میں الٹ پھیر ممکن ہے۔ جب کہ وہاں امریکی فوجیوں کی تعداد بڑھا کر ۶۰ ہزار کر دی جائے گی۔ ہمیں اس کہانی کے اختتام کا پہلے ہی علم ہے۔

صدر جان ایف کینیڈی اور صدر جارج ڈبلیو بش میں کچھ زیادہ قدر مشترک نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ دونوں ہی نظریاتی صلیبی جنگ آزما صدور تھے جنہوں نے امریکہ کو ایسی غیر ملکی جنگوں کی دلدل میں پھنسا دیا جنہیں امریکہ جیت ہی نہیں سکتا تھا اور جن کے جیتنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں تھی۔ اب اوباما بھی ان ہی خوفناک لہروں کے تھپیڑوں کی طرف بڑھ رہے ہیں اور حکمت عملی کے ان ہی ماہرین کے سڑے گلے مشورے لے رہے ہیں جو دہشت گردی کے خلاف جنگ کے قائل ہیں اور جو انہیں بھی اسی حشر سے دوچار کر سکتے ہیں۔

●●

اسرائیلی جارحیت سے سہمے بچوں کی اسکولوں میں واپسی

اقوام متحدہ کی ریلیف اور ورک ایجنسی (انروا) نے غزہ کی پٹی میں اپنے تمام دو سو اکیس اسکول ہفتے کے روز کھول دیے ہیں اور فلسطینی بچے اسرائیلی جارحیت کے خاتمے کے بعد پہلی مرتبہ دوبارہ اسکول آئے ہیں۔

غزہ پر اسرائیلی فوج کے بائیس روز تک جاری رہنے والے حملوں میں بہت سے فلسطینی بچے اپنے والدین، بہن، بھائیوں اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے محروم ہو گئے ہیں۔ جنگ بندی کے بعد جب وہ پہلی مرتبہ اپنے اسکولوں میں پہنچے تو ان کے چہروں پر غم، اداسی اور عدم تحفظ کے تاثرات نمایاں تھے۔

اسرائیلی فوج نے حملوں میں مساجد کے علاوہ تعلیمی اداروں کو بھی نشانہ بنایا تھا اور بیت لاہیا کا الذکور اسکول بھی انہی اداروں میں سے ایک تھا جس پر گزشتہ ہفتے اسرائیلی فوج نے میزائل حملہ کیا تھا۔

مغموم چہروں اور بوجھل قدموں کے ساتھ فلسطینی بچے جب اپنے الذکور اسکول آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے اسکول کا نقشہ ہی بدلا ہوا ہے۔ عمارت کے ایک جانب اسرائیلی میزائل حملے میں جماعت کا ایک کمرہ تباہ ہو چکا تھا اور دوسرے خستہ حال تھے۔ انہیں اسرائیل کی مسلط کردہ جنگ سے لگنے والے زخم ابھی تک ہرے ہیں۔ جنگ میں تیرہ سو سے زیادہ فلسطینی شہید ہو گئے تھے اور ساڑھے پانچ ہزار سے زیادہ زخمی ہیں جب کہ ہزاروں بے گھر ہو گئے ہیں۔

سہمے بچے

الذکور اسکول میں صبح کی اسمبلی میں ہیڈ ماسٹر ریاض ملیحہ نے میگافون کے ذریعہ اپنے طلبہ سے مخاطب ہو کر کہا ''جن بچوں کی والدہ یا والدہ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ آگے آ جائیں اور جن کے گھر تباہ ہو گئے ہیں وہ بھی سامنے آ جائیں۔'' ان کے اعلان پر تیس سے

باقی صفحہ ۸ پر

العربیہ کو اوبامہ کا انٹرویو

”میرے بارے میں فیصلہ میرے عمل سے کیا جائیگا“

امریکہ کے نئے صدر بارک حسین اوبامہ نے اپنے منصب کا چارج لینے کے بعد پہلا باضابطہ انٹرویو عربی زبان کے ٹی وی چینل ”العربیہ“ کو دیا تھا۔ اس انٹرویو کی خبریں اُردو اخبارات میں بھی آچکی ہیں۔ اب نئی دہلی کے امریکی سفارتخانے نے اس انٹرویو کا اُردو ترجمہ جاری کیا ہے جو درج ذیل ہے۔ العربیہ کے لئے یہ انٹرویو اس کے نمائندے ہشام ملہم نے وائٹ ہاؤس میں کیا تھا۔

سوال: جناب، آپ نے حال ہی میں مشرق وسطی کے لئے اپنے خصوصی مندوب سینیٹر مچل سے ملاقات کی ہے۔ واضح طور پر اُن کا پہلا کام جنگ بندی کو مستحکم بنانا ہوگا لیکن اس سے بڑھ کر آپ یہ کہتے رہے ہیں کہ آپ فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے مابین امن عمل کو سرگرمی اور جارحانہ انداز میں آگے بڑھائیں گے۔ یہ بتایئے کہ آپ اس سلسلہ میں اپنا ذاتی کردار کیسے دیکھتے ہیں؟ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اگر امریکہ کا صدر شامل نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا، جیسا کہ امن عمل کی تاریخ بتاتی ہے۔ کیا آپ خیالات پیش کریں گے، تجاویز دیں گے اور دائرہ کار طے کریں گے جیسا کہ آپ کے ایک پیش رو نے کیا تھا؟ یا محض فریقین پر زور دیں گے کہ وہ اپنے حل لے کر آئیں جیسا کہ آپ کے فوری پیش رو نے کیا؟

صدر اوباما: میں سمجھتا ہوں کہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ امریکہ فوری طور پر اس معاملہ میں شمولیت اختیار کرلے جارج مچل ایک بڑی قد آور شخصیت ہیں۔ وہ اُن چند لوگوں میں سے ایک ہیں جو صلح اور امن قائم کرنے کا بین الاقوامی تجربہ رکھتے ہیں اس لئے میں نے اُنہیں کہا ہے کہ وہ سننے سے آغاز کریں کیونکہ اکثر اوقات امریکہ حکم دینے سے ابتداء کرتا ہے، جیسا کہ اس طرح کے بعض معاملات میں ماضی میں ہوا اور ہم ان معاملات کے تمام عوامل کو نہیں جان پاتے۔ اس لئے ہمیں پہلے سننا چاہئے۔ وہ اس معاملے کے تمام بڑے فریقوں سے بات چیت کریں گے اور پھر مجھے آگاہ کریں گے۔ جس کے بعد ہم کوئی مخصوص ردعمل وضع کریں گے۔

بہرحال ہم اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کو نہیں بتاسکتے کہ اُن کے لئے کیا بہترین ہے۔ کچھ فیصلے اُنہیں خود کرنے ہوں گے۔ لیکن میں پھر بھی یہ سمجھتا ہوں کہ وہ لمحہ آگیا ہے کہ فریقین جان لیں کہ جس راہ پر وہ چل رہے ہیں وہ اُن کے لوگوں کو خوش حالی اور سلامتی کی منزل پر نہیں لے جائے گا۔ اس کے برعکس یہ وقت ہے کہ وہ مذاکرات کی میز پر واپس آئیں۔ اگرچہ یہ ایک مشکل کام ہے اور اس کے لئے وقت درکار ہوگا۔ میں ان بہت سے معاملات پر پہلے سے رائے زنی نہیں کرنا چاہتا اور میں یہ یقینی بنانا چاہتا ہوں کہ توقعات بہت زیادہ نہ بڑھ جائیں کہ کہیں ہم خیال کریں یہ مسئلہ چند ماہ میں حل ہوجائے گا۔ لیکن اگر ہم ان معاملات پر مستقل مزاجی سے پیش رفت کرتے رہیں تو ہم یورپی یونین، روس اور خطے کے تمام ملکوں کے ساتھ مل کر نمایاں پیش رفت کرسکتے ہیں، جس کا مجھے پورا یقین ہے۔

سوال: آپ خاص طور پر یہ کہتے رہے ہیں کہ ہمیں فلسطین اور اسرائیل کا ماضی اور سرحدی علاقے سے علیحدگی جیسے معاملات کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ آپ خطے کو مجموعی تناظر میں دیکھنے کے بارے میں بات کرتے رہے ہیں۔ کیا ہم اس تناظر میں ماضی سے ہٹ کر ایک مختلف مثال کی توقع کریں جس کو کم از کم عرب دنیا اور مسلم دنیا ناقدانہ نگاہ سے دیکھتی ہے کہ امریکی ہمیشہ اسرائیلیوں کا ساتھ دیتے ہیں اگر یہ قابل عمل ہو۔ کیا کوئی تبدیلی، کوئی کایا پلٹ ہوگی؟

صدر اوباما: یہاں جو میں سمجھتا ہوں وہ اہم ہے۔ ذرا سعودی عرب کے فرمانروا شاہ عبداللہ کی جانب سے پیش کی گئی تجویز کو دیکھئے۔

سوال: ٹھیک ہے۔

صدر اوباما: ہوسکتا ہے کہ میں اس تجویز کے ہر پہلو سے اتفاق نہ کرتا ہوں لیکن اس کے لئے بھی بڑی جرأت درکار ہے۔

سوال: بالکل۔

صدر اوباما: کوئی اور ایسی تجویز پیش کی جائے جیسی کہ یہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علاقے میں مختلف خیالات موجود ہیں کہ ہم امن کیسے قائم کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے یہ ناممکن ہے کہ ہم صرف فلسطین اسرائیل تنازعہ کے تناظر میں غور کریں اور اس بات پر غور نہ کریں کہ شام یا ایران یا لبنان یا افغانستان اور پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ معاملات باہم مربوط ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا ہے اور ہیلری کلنٹن نے بھی اپنی توثیق کے موقع پر کہا ہے کہ اگر ہم خطہ کو بحیثیت مجموعی دیکھ رہے ہیں اور عرب دنیا اور عالم اسلام کو ایک پیغام بھیج رہے ہیں کہ ہم باہمی احترام اور باہمی مفاد پر مبنی ایک نیا اشتراک کار شروع کرنے کے لئے تیار ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایک نمایاں پیش رفت کرسکتے ہیں۔ جہاں تک اسرائیل کا تعلق ہے تو وہ امریکہ کا ایک مضبوط حلیف ہے اور اس کو امریکہ کا ایک مضبوط اتحادی ہونے سے روکا نہیں جاسکتا۔ اور میں یہ بھی سمجھتا رہوں گا کہ اسرائیل کی سلامتی سب سے مقدم ہے۔ لیکن میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ کچھ اسرائیلی ایسے ہیں جو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اہم بات ہے کہ امن قائم کیا جائے۔ وہ قربانیاں دینے کی لئے تیار ہوں گے اگر مناسب وقت آیا اور دوسری جانب سے بھی سنجیدہ طور پر کوششیں ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اُن کا موقف سنیں اور گزشتہ کئی سال سے قائم کی گئی آراء کو بالائے طاق رکھ دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایسا کرتے ہیں تب اس بات کا امکان ہے کہ کچھ نہ کچھ تو پیش قدمی ہوگی۔

سوال: میں آپ سے وسیع تر عالم اسلام کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن مجھے اجازت دیں کہ میں فلسطین اسرائیل جنگ کے بارے میں ایک آخری سوال پوچھوں۔ بہت سے فلسطینی اور اسرائیلی باشندے ایسے ہیں جو موجودہ صورت حال پر بہت مایوس ہیں اور امید کا دامن ہاتھ سے چھوڑ رہے ہیں۔ وہ فریب نظر سے چھٹکارا پاچکے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دو قومی حل کا وقت ہاتھ سے نکلا جارہا ہے کیونکہ فلسطینی مقبوضہ علاقوں میں آبادکاری جاری ہے۔ کیا اوباما کے پہلے دور حکومت میں ایک فلسطینی ریاست کا امکان موجود ہے؟ اور آپ اس کے خدوخال سے آگاہ ہیں؟

صدر اوباما: میرے خیال میں یہ ممکن ہے کہ ہم ایک فلسطینی ریاست دیکھیں لیکن میں کوئی نظام الاوقات نہیں دوں گا۔ یہ باہم منسلک ہے جس میں لوگوں کو نقل و حرکت کی آزادی ہو، جس میں دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارت کی اجازت ہو جس میں کاروبار اور تجارت کرنے کی اجازت ہوتا کہ لوگ بہتر زندگی گزار سکیں اور یہ دیکھئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ جس کسی نے بھی اس خطے کا مطالعہ کیا ہے وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ بہت سی صورتوں میں ایک عام فلسطینی کی حالت میں کوئی تبدیلی رُونما نہیں ہوئی۔ اور ان تمام گفت و شنید اور بات چیت کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا فلسطینی علاقہ میں ایک بچے کے حالات بہتر ہوں گے؟ کیا وہ اپنا مستقبل خود بنا سکیں گے؟ اور یہ کہ اسرائیل میں ایک بچہ اپنے تحفظ اور سلامتی کے بارے میں بااعتماد ہے؟ اور اگر ہم اُن کی زندگیوں کو بہتر بنانے پر توجہ دیتے ہیں اور محض ماضی کے تمام تنازعات اور المیوں کے بارے میں نہ سوچتے رہیں تب میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم واقعتاً پیش رفت کریں۔ لیکن یہ اتنا آسان نہیں ہے اور اسی لئے ہم نے جارج مچل کی خدمات حاصل کی ہیں وہ وہاں جائیں۔ اس کام کے لئے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو غیر معمولی صبر و تحمل اور غیر معمولی مہارت کا حامل ہو۔

سوال: بجا فرمایا۔ اب میں پورے خطہ کا ایک وسیع تر جائزہ لیتا ہوں۔ آپ اپنے پہلے سو دنوں میں ایک مسلم دارالحکومت سے عالم اسلام سے خطاب کرنا چاہتے ہیں اور ہر شخص اس دارالحکومت کے بارے میں قیاس آرائی کررہا ہے۔ کیا آپ اس موضوع پر کچھ کہنا چاہیں گے؟ آپ اس حوالے سے کتنے فکرمند ہیں کیونکہ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ جب میں بعض علاقوں میں امریکہ کے بارے میں دیکھتا ہوں، میں کوئی مبالغہ نہیں کررہا کہ امریکہ کو ایک عفریت بنایا جارہا ہے۔

صدر اوباما: بالکل صحیح کہتے ہیں۔

سوال: یہ تقریباً ایک نیا مذہب بننے کے مترادف ہے۔ ایک ایسا نیا مذہب جس کے نئے نئے پیروکار ہیں جس طرح ایک نئے مذہب کے بڑے بڑے پجاری ہوتے ہیں۔

صدر اوباما: ٹھیک ہے۔

سوال: یہ محض ایک مذہبی متن ہے۔

صدر اوباما: درست۔

سوال: اور آخر میں یہ کہ ۱۱ رستمبر کے بعد اور عراق کی وجہ سے امریکیوں کی موجودہ اور پرانی نسلوں میں بیگانگی کی خلیج بڑھی ہے جب کہ گزشتہ نسلوں میں امریکہ کو اعلیٰ مقام دیا جاتا تھا۔ یہ محض ایک مغربی طاقت تھی جس کا کوئی نو آبادیاتی ورثہ نہیں تھا۔

صدر اوباما: ٹھیک ہے۔

سوال: آپ کی کیا رائے ہے۔ کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ کی مختلف سیاسی سوچ ہے، ظواہری اور اسامہ بن لادن وغیرہ کے حوالے سے؟

صدر اوباما: میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ وہ بدحواس معلوم ہوتے ہیں۔

سوال: وہ بہت بوکھلائے ہوئے ہیں۔ آپ بتایئے وہ کیوں زیادہ بوکھلائے ہوئے ہوسکتے ہیں؟

صدر اوباما: میرا خیال ہے وہ جس طرح کی زبان استعمال کررہے تھے، میرا عہدہ صدارت سنبھالنے سے پہلے، اس سے ان کی بوکھلاہٹ ظاہر ہوتی ہے۔

سوال: مجھے معلوم ہے، مجھے معلوم ہے۔

صدر اوباما: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نظریات باطل ہوچکے ہیں۔ انہوں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا، جس سے مسلم دنیا میں کسی بچے کو بہتر تعلیم حاصل ہورہی ہو یا انہوں نے علاج معالجے کے لئے کچھ کیا ہو۔ میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا تھا، لوگ آپ کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے کریں گے کہ آپ نے کیا تعمیر کیا، اس بات سے نہیں کہ آپ نے کیا تباہ کیا۔ اور وہ جو کچھ کرتے رہے ہیں، وہ صرف تباہی ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ مجھے یقین ہے مسلم دنیا سمجھ گئی ہے کہ ان کا راستہ بھلائی کی طرف نہیں جاتا۔ یہ صرف قتل و غارت کا راستہ ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ یہ حقیقت اُجاگر کروں کہ مسلم دنیا کی فلاح و بہبود میں امریکہ کا اپنا مفاد ہے۔ ہم ہمیشہ عزت و احترام کی زبان استعمال کریں گے۔ میرے خاندان میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ میں مسلم ملکوں میں رہ چکا ہوں۔

سوال: سب سے بڑے مسلم ملک میں۔

صدر اوباما: سب سے بڑے مسلم ملک انڈونیشیا میں۔ اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ مسلم ملکوں میں قیام کے دوران میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے۔ امریکہ تو مسلمانوں، یہودیوں اور کوئی عقیدہ نہ رکھنے والوں، سبھی کا ملک ہے۔ قطع نظر اس بات سے کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے تمام لوگوں کی مشترکہ خواہشات، امیدیں اور امنگیں ہوتی ہیں۔ میرا یہ فریضہ ہے کہ امریکہ کے لوگوں کو بتاؤں کہ مسلم دنیا ایسے غیر معمولی لوگوں سے بھری پڑی ہے جو خود بھی اچھی زندگی گزارنا چاہتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اچھا مستقبل دینا چاہتے ہیں۔ میرا یہ فریضہ ہے کہ مسلم دنیا کو بتاؤں کہ امریکہ آپ کا دشمن نہیں۔ ہم سے بعض اوقات غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ ہم کوئی عقل کل نہیں۔ لیکن اگر آپ ہمارا ریکارڈ دیکھیں تو محسوس کریں گے کہ امریکہ کو کسی نو آبادیاتی طاقت کے طور پر وجود میں نہیں آیا اور آج سے بیس تیس سال پہلے امریکہ اور مسلم دنیا کے درمیان جو احترام قائم تھا، کوئی وجہ نہیں کہ اسے بحال نہ کیا جاسکے۔ میں اسے پوری اہمیت دوں گا۔ لیکن بالآخر لوگ میرے بارے میں فیصلہ قول سے نہیں، میرے فعل سے اور میری انتظامیہ کے فعل سے کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں آپ آئندہ چند سال میں دیکھیں گے کہ ضروری نہیں کہ بعض مسلم لیڈر جو کہیں گے یا عرب دنیا میں کسی ٹی وی اسٹیشن پر جو کچھ کہا جارہا ہوگا، میں اس سے اتفاق کروں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ جو کچھ دیکھیں گے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص آپ کی بات توجہ سے سن رہا ہے، جو آپ کو پورا احترام دے رہا ہے اور جو نہ صرف امریکی مفاد کی بات کررہا ہے بلکہ دوسروں کے مفاد کی بھی بات کررہا ہے، جو اس وقت غربت اور مواقع کی کمی کا شکار ہیں۔ میں چاہوں گا کہ تمام لوگوں کی باتوں پر اور ان کے مفادات پر توجہ دوں۔

سوال: وقت کم ہے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں، آپ کس ملک سے مسلم دنیا کا دورہ شروع کرنا چاہتے ہیں؟

صدر اوباما: یہ میں ابھی نہیں بتاسکتا۔

سوال: افغانستان سے؟

صدر اوباما: آئندہ یہ بھی ہوسکتا ہے۔ بہرحال اس کی اپنی اہمیت ہے۔ میں لوگوں کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ ہم بہت سے اقدامات کرنا چاہتے ہیں۔ جارج مچل کو مشرق وسطی بھیجنے کا فیصلہ، میری انتخابی مہم کے وعدے کے مطابق ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اسرائیلی فلسطینی مسئلے سے نمٹنے کے لئے اپنے دور صدارت کی آخری مدت کا انتظار کروں۔ میں دارالحکومت سے مسلم دنیا سے مخاطب ہوں گا۔ ہم مسلم دنیا سے روابط بڑھانے، ان کی بات سننے اور ان تک اپنی بات پہنچانے کے اپنے وعدوں پر عمل کریں گے۔ میں اپنے اس وعدے پر بھی عمل کروں گا کہ عراق سے امریکی فوجوں کو بتدریج واپس بلایا جائے، تاکہ عراقی، خود اپنے ملک کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔ اور ہاں آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے گوانتاناموبے کو بند کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس پر بھی عمل ہوگا اور یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دہشت گردوں کا پیچھا کریں گے جو بے گناہ لوگوں کا خون بہاتے ہیں۔ لیکن ہم سب کچھ قانون کے دائرے میں رہ کر کریں گے، کیونکہ قانون کا احترام ہی امریکہ کو عظیم ملک بناتا ہے۔

سوال: صدر بش نے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو بڑا عمومی انداز دیا تھا۔ اس سے بعض اوقات یہ مراد لی جاتی تھی کہ یہ جنگ اسلامی تشدد پسندی کے خلاف لڑی جارہی ہے۔ آپ نے اس کے بارے میں ہمیشہ مختلف زبان استعمال کی ہے۔ خصوصاً ایک گروپ القاعدہ اور اس کے حواریوں کے حوالے سے۔

صدر اوباما: میں سمجھتا ہوں آپ کا نکتہ بہت اہم ہے۔ ہم جو بھی الفاظ استعمال کرتے ہیں، ان کی اپنی اہمیت ہوتی ہے۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انتہا پسند تنظیمیں بھی موجود ہیں۔ خواہ وہ مسلم ہوں یا ماضی میں کسی اور عقیدے سے تعلق رکھتی رہی ہوں اور عقیدہ کی بنیاد پر تشدد کرتی رہی ہوں۔ ہم کسی عقیدے کو تشدد کا ذمہ دار قرار نہیں دے سکتے۔ میرا خیال ہے آپ دیکھیں گے کہ ہماری انتظامیہ القاعدہ جیسی تنظیموں کے درمیان جو تشدد پر یقین رکھتی ہیں اور اس پر عمل کرتی ہیں اور ان لوگوں کے درمیان، جو میری انتظامیہ اور ہمارے اقدامات سے اختلاف کرتے ہیں یا اپنے ملکوں کے نظام کے حوالے سے مخصوص نظریات رکھتے ہیں، واضح فرق رکھے گی۔ ہمارے دوسروں سے جائز اختلافات ہوسکتے ہیں لیکن ہم احترام کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ البتہ میں دہشت گرد تنظیموں کا احترام نہیں کرسکتا جو بے گناہ لوگوں کو قتل کراتی ہیں۔ میں ان کا پیچھا کروں گا اور انہیں ختم کروں گا۔ لیکن جہاں تک عام مسلم دنیا کا تعلق ہے، ہم اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے۔

سوال: کیا میں آخر میں مختصراً ایران اور عراق کے بارے میں سوال کرسکتا ہوں۔

صدر اوباما: جیسا آپ چاہیں۔

مسٹر گبز: آپ کے پاس تیس سیکنڈز ہیں۔ (قہقہہ)

سوال: کیا امریکہ ایران کو ایٹمی ملک کے طور پر برداشت کرلے گا۔ اگر نہیں تو اس کی روک تھام کے لئے آپ کہاں تک جاسکتے ہیں؟

صدر اوباما: آپ جانتے ہیں میں نے انتخابی مہم میں بھی کہا تھا کہ ہم ایران کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے سفارت کاری سمیت اپنے تمام وسائل استعمال کریں گے۔ ایرانی قوم ایک عظیم قوم ہے۔ ایران کی تہذیب ایک عظیم تہذیب ہے لیکن ایرانی حکومت کا طرز عمل ایسا رہا ہے، جو علاقے کے امن و خوشحالی کے مفاد میں نہیں۔ ایران اسرائیل کو بھی دھمکیاں دیتا رہا ہے۔ وہ ایٹمی ہتھیار بنانے کی کوشش کررہا ہے۔ اس سے علاقے میں ایٹمی ہتھیاروں کو دوڑ شروع ہوسکتی ہے۔ اس طرح ہر کوئی عدم تحفظ کا شکار ہوجائے گا۔ ایران ماضی میں دہشت گرد تنظیموں کی سرپرستی بھی کرتا رہا ہے۔ ایسی باتوں سے کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ بات بہت اہم ہے کہ ہم ایران سے بات چیت کے لئے تیار ہیں۔ ہم واضح طور پر بتادینا چاہتے ہیں کہ ہمارے اختلافات کیا ہیں لیکن ایسے کون سے شعبے ہیں، جن میں ہم ایک دوسرے کے قریب آسکتے ہیں۔ ہم آئندہ چند مہینوں میں اس بات میں عمومی پالیسی تیار کریں گی اور جیسا کہ میں نے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا ہے اگر ایران جیسے ملک اپنی مٹھی کھولنے کو تیار ہوں تو ہم ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے کو تیار ہیں۔ ●●

میں اپنے اس وعدے پر بھی عمل کروں گا کہ عراق سے امریکی فوجوں کو بتدریج واپس بلایا جائے، تاکہ عراقی، خود اپنے ملک کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔ اور ہاں آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے گوانتاناموبے کو بند کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس پر بھی عمل ہوگا اور یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دہشت گردوں کا پیچھا کریں گے جو بے گناہ لوگوں کا خون بہاتے ہیں۔ لیکن ہم سب کچھ قانون کے دائرے میں رہ کر کریں گے، کیونکہ قانون کا احترام ہی امریکہ کو عظیم ملک بناتا ہے۔

افغانستان کو بہتر نظم کی ضرورت

واشنگٹن۔ امریکی فوج کے اعلیٰ افسر ایڈمیرل مائک مولین نے کہا ہے کہ افغانستان کو عسکریت پسندی سے مقابلہ کرنے کے لئے مزید امریکی فوج بھیجنے کے بجائے بہتر نظم و نسق اور موثر حکمت عملی کی ضرورت ہے، امریکہ کے جوائنٹ چیف آف اسٹاف کے چیئرمین مولین نے پنٹاگن کے ذریعہ جاری کی گئی رپورٹ میں افغان حکومت کو دنیا کی کمزورترین حکومت قرار دیا۔

بقیہ: ”اتحاد ملت، وقت کا اہم تقاضا“

اقتصادی اور فوجی مفادات حاصل کرسکیں۔ بلاشبہ امریکہ نے افغانستان پر فوجی تسلط جما کر ایک ہی جست میں کئی مقاصد حاصل کرلئے ہیں۔ ایک طرف امریکہ کی فوجی قوت چین کی مغربی سرحد تک پہنچ گئی ہے۔ دوسری طرف شمال میں وسط ایشیا کی جمہوریاؤں میں جہاں روس کا اثر تھا، امریکہ کو اپنا فوجی اور اقتصادی اثر جمانے کا موقع مل گیا ہے، تیسری طرف امریکی فوجیں ایران کی مشرقی سرحد تک پہنچ گئی ہیں، اور چوتھی جانب امریکہ کو پاکستان میں فوجی مداخلت کا موقع مل گیا ہے۔

بعض مبصرین کے نزدیک امریکہ مستقل طور پر افغانستان میں اپنی فوجی موجودگی برقرار رکھنے کے لئے موجودہ ہاری ہوئی جنگ کو زیادہ سے زیادہ طول دینے کے لئے کوشاں ہے، اور دراصل رچرڈ ہال بروک کے مشن کا بنیادی مقصد افغانستان کی جنگ کا دائرہ وسیع کرنا ہے اور اس جنگ کو براہ راست پاکستان کی سرزمین میں منتقل کرنا ہے، کیونکہ امریکی دفاعی تجزیہ کاروں کی یہ رائے ہے کہ افغانستان میں امریکہ اپنا فوجی تسلط کامیابی کے ساتھ اُس وقت تک برقرار نہیں رکھ سکتا اور اس کے دفاعی مفادات اس وقت تک محفوظ نہیں رہ سکتے جب کہ تک پاکستان کو فوجی طور پر زیر نہیں کیا جاتا۔ صدر اوباما اور ان کے خاص ایلچی رچرڈ ہال بروک کا خیال ہے کہ اس علاقے میں اس وقت ایسے پیچیدہ حالات ہیں اور پاکستان میں اس قدر انتشار اور خلفشار ہے کہ وہ بڑی آسانی سے اپنی حکمت عملی کے اہداف اور مقاصد حاصل کرسکیں گے۔ ●●

تعارف و تبصرہ

نام کتاب: مولانا کاتبی نیشاپوری
مصنف: مولانا عبدالسلام ندوی
صفحات: ۸۸ ☆ قیمت ۵۰ روپے
ناشر: مولانا عبدالسلام ندوی فاؤنڈیشن
۸ پہلا منزلہ ہندوستان بلڈنگ،
۱۰/۲ ٹی پی اسٹریٹ ممبئی ۴

تاریخ اسلام کے دور عروج و ترقی کے مسلم حکمرانوں کی ایک نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ وہ علوم و فنون ریسرچ و تحقیق اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں خود بھی سرگرم رہے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے نیز اس طرح کے کام کرنے والوں کی سرپرستی بھی کرتے رہے۔ چنانچہ ان کے دور حکومت میں بہ کثرت ایسے جلیل القدر افراد پیدا ہوئے جن پر اسلامی تاریخ اور علم و تحقیق کی دنیا ناز کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام تاریخ کے مایہ ناز حکمرانوں کی وسعت حکمرانی، فتوحات، ان کے نظم و نسق اور عدل و انصاف کے ساتھ ساتھ ان کے دور کے جلیل القدر اہل علم و دانش اصحاب فضل و کمال اور ماہرین ایجاد و اختراع تحقیق و ریسرچ کا بھی تذکرہ کیا جاتا ہے۔ سرزمین ہند میں مسلمانوں کے دور نکبت و زوال میں بعض اہل علم و دانش افراد نے بھی وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جو حکومتوں اداروں اور اکادمیوں کے انجام دینے کے ہوتے ہیں۔ ایسی قابل احترام اور لائق عزو افتخار شخصیات میں ایک ممتاز نام علامہ شبلی نعمانی کا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب مسلم حکمرانوں اور علامہ شبلی نعمانی ہر دو کی علم نوازی کا ایک مرقع پیش کرتی ہے۔ ۸۸ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے ۶۰ صفحات اصل مصنف کے قلم سے لکھے ہوئے مسلم حکمرانوں کی علم پروری اور اہل علم و دانش کی سرپرستی کی داستان نیز اسم کتاب کے مسمی مولانا کاتبی نیشاپوری کی سوانح حیات و کارناموں اور ان کے کلام کے منتخب کلام پر مشتمل ہیں تو ۲۸ صفحات علامہ شبلی نعمانی کے دبستان فیض کے گل سرسبد مصنف کتاب کا تعارف پیش کرنے والے دیباچہ پر مشتمل ہیں جو جناب کبیر احمد جائسی کے صاحب طرز اور تحقیق و جستجو کے موتی جمع کرنے والے قلم نے حرف آغاز کے عنوان سے رقم کیا ہے۔ مولانا عبدالسلام ندوی اپنے وقت فارسی دانی میں ممتاز مقام رکھتے تھے جس کی تحسین و تصدیق خود علامہ شبلی نعمانی نے کی تھی۔ زیر تبصرہ کتاب مولانا کے ایک طویل مقالہ پر مشتمل ہے جو مولانا کی فارسی دانی کے علاوہ آپ کی تنقیدی بصیرت اور غیر معمولی محنت کشی کا بھی مظہر ہے جو اس وقت کے ایک صاحب ذوق سید وزارت علی نے نویں صدی ہجری کے مشہور شاعر مولانا کاتبی نیشاپوری کے کلام کا ایک انتخاب مرتب کرکے اس پر مقدمہ مولانا عبدالسلام ندوی سے لکھوایا تھا اس مقدمہ نے جو ایک طویل مقالہ ہے اس کتاب کی حیثیت اختیار کی ہے۔ نویں صدی کے ایک نامور فرمانروا سلطان شاہ رُخ بہادر (ولادت ۷۹۷ھ وفات ۸۵۰ھ) کے دور حکومت میں ایک باکمال شاعر جن کا نام محمد، لقب شمس الدین اور کاتبی تخلص ہے۔ نیشاپور اور ترشیز کے درمیان ایک گاؤں میں پیدا ہوئے اس کتاب میں کاتبی کی حیات، کارناموں اور کلام کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے۔ مولانا ندوی نے مولانا کاتبی کے اخلاق و عادات، ان کی تصنیفات پر ایک وقیع تبصرہ لکھا ہے اور بتایا ہے کہ مولانا کاتبی کی تصنیفات کا اکثر حصہ نظم میں ہے لیکن نثر میں بھی چند رسالے ہیں۔ نظم میں ان کا جو کلام ہے قلمی کلیات کی شکل میں محفوظ ہے جس میں متعدد مثنویاں، خمسہ، رباعی، قصیدہ اور غزل شامل ہیں مولانا ندوی نے ان کی شاعری، صوفیانہ و اخلاقی مضامین پر سیر حاصل تبصرہ کیا ہے جو اہل علم بالخصوص فارسی شاعری سے شغف اور دلچسپی رکھنے والوں کے لئے خاصہ کی چیز ہے۔

نام کتاب: مغربی میڈیا اور اسلام
مصنف: سہیل انجم
ناشر: الکتاب انٹرنیشنل، مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵
صفحات: ۲۳۰ ☆ قیمت ۱۰۰ روپے

میڈیا کی اسلام اور مسلم مخالف سرگرمیاں، چیرہ دستیاں اور پروپیگنڈہ کسی سے مخفی نہیں ہے اس کے ساتھ اس تعلق سے مسلمانوں کی تہی دستی و بے بسی بھی سب پر عیاں ہے۔ یہ کہنے کی بات نہیں ہے کہ اس وقت اسلام مخالف منافرت کو ہوا دینے اور رائے عامہ کو خراب کرنے میں سب سے اہم کردار میڈیا ادا کررہا ہے۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ میڈیا پر مکمل طور پر مغرب کا کنٹرول ہے اور عالمی میڈیا خواہ کسی بھی ملک سے اس کا تعلق ہو وہ مغرب کے ہی زیر اثر ہے جب کہ زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح اس میدان میں مسلمانوں کی نمائندگی یہاں ملازمت کی وجہ سے بے اثر رہتی ہے البتہ حالیہ برسوں میں یہ ضرور ہوا ہے کہ مسلمانوں کے اندر اس ضرورت کا احساس ضرور پیدا ہوا ہے اور وہ اس کا ادراک کرنے لگے ہیں۔ یہ کتاب اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں پورے موضوع کا نہ صرف احاطہ کرنے بلکہ اصل حقائق کا پتہ لگانے اور اس کے تدارک کی سبیل تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں اسلام کے بارے میں مغرب اور اس کے میڈیا کے عزائم، کارگزاری، طریقہ کار کو حوالوں کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے اور ان کی تباہ کاریوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ کتاب میڈیا کا یک رُخی مطالعہ ہی نہیں پیش کرتی ہے بلکہ پروپیگنڈے کے نتیجہ میں اُبھرنے والی مثبت رائے عامہ، تلاش و جستجو کی اسپرٹ اور میڈیا کے ایک طبقہ کی حقیقت پسندی و غیر جانبداری کو بھی اس میں خاصی جگہ دی گئی ہے۔ ایک متبادل میڈیا کے قیام کی ضرورت کا شدت کے ساتھ احساس دلانے کے ساتھ مسلمانوں کی اس سلسلہ میں پیش رفت کو سراہا گیا ہے اور حالات و واقعات کے حوالے سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مخالفین کی تمام تر چیرہ دستیوں کے باوجود اس وقت خاص طور پر مغرب میں اسلام تیزی سے پھل پھول رہا ہے جس کے مستقبل میں بہترین نتائج برآمد ہوں گے۔

نام کتاب: نبی رحمت کا پیام رحمت
مؤلف: مولانا محمد عبداللہ طارق
ناشر: منظور اکیڈمی اینڈ ریسرچ کنسلٹینٹ، جوگابائی، نئی دہلی ۲۵
صفحات ۱۰۴ ☆ قیمت ۱۲۵

حضور اکرم ؐ کی حیات مبارکہ سراپا رحمت سے عبارت ہے آپ تمام انسانوں حتی کہ روئے ارض کی تمام ذی روحوں کے لئے خیر خواہ تھے۔ مخالفین و معاندین سے معاملات ہوں۔ ملاقات و گفتگو ہو یا پھر کوئی اور معاملہ آپ ہر صورت میں شان پیغمبری کا مظاہر فرماتے۔ محبت و شفقت عفو درگزر، حلم و تدبر، متانت و بردباری اور قوت برداشت کا وہ اعلیٰ نمونہ کہ کوئی بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور معاندین بھی آپ کی ان خوبیوں کا اعتراف کرتے تھے۔ دعوت اسلام کی علمبردار امت مسلمہ آپ ؐ کی ان خوبیوں و صفات کی امین ہے اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کے بغیر مثبت نتائج کا حصول ممکن نہیں ہے۔ اس کتاب میں آپ ؐ کے پیام رحمت کے انہیں پہلوؤں کو پیش کیا گیا ہے اور دعوت اسلام کے لئے اسے اختیار کرنے اور اسے اپنے مشن کا لازمی حصہ بنانے کی تلقین کی گئی ہے۔ کتاب کی ابتداء قرآن مجید میں آپ ؐ کے تذکرہ سے کی گئی ہے۔ بعد کے صفحات میں دعوت اسلامی کے لئے موجودہ حالات کی سازگاری، دعوت کے نقطۂ نظر سے مسلمانوں کی تقسیم، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت اور اس سلسلہ کے کچھ واقعات و نموزج، قبول حق کے موانع، دعوت کا مفہوم، کفر و کافر کی وضاحت، دعوتی حس اور ہمدردانہ جذبہ بیدار کرنے اور خود کو قابل اعتبار بنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ ●●

اہم خبروں کا اختصار

ملکی

● لکھنؤ- سابق ممبر پارلیمنٹ شفیق الرحمٰن برق نے یہاں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ وہ سنبھل پارلیمانی حلقہ سے آزاد امیدوار کی حیثیت سے الیکشن لڑیں گے اور سماج وادی پارٹی نہیں چھوڑیں گے بلکہ پارٹی میں ہی رہ کر کلیان سنگھ سے قربت بڑھائے جانے پر احتجاج کرتے رہیں گے۔

● نئی دہلی- اترپردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ نے کہا ہے کہ ان کا مقصد صرف بی جے پی کا خاتمہ ہی نہیں بلکہ اترپردیش میں بہوجن سماج پارٹی کے اقتدار کا خاتمہ اور سماج وادی پارٹی کو اقتدار میں لانا ہے۔

● نئی دہلی- مرکزی وزیر داخلہ پی چدمبرم نے کہا ہے کہ اگر پاکستان نے ممبئی حملے کے بارے میں سونپے گئے دستاویزات پر کارروائی نہیں کی تو ان کے رشتے کمزور ہوکر ٹوٹ جائیں گے۔

● نئی دہلی- دہلی سلسلہ وار بم دھماکوں میں گرفتار ثاقب نثار تہاڑ جیل کے اندر ہی ایم بی اے کا امتحان دے گا۔ دہلی ہائی کورٹ نے اسے عبوری ضمانت دینے سے انکار کرتے ہوئے جیل انتظامیہ کو ہدایت دی ہے کہ جیل کے اندر امتحان دینے کا انتظام کرے۔

● حیدرآباد- اربوں روپے کے اسکینڈل سے دوچار ستیم کمپیوٹر سروسز لمٹیڈ نے اپنے سربراہ (ڈلیوری افسر) اے ایس مورتی کو نیا چیف ایگزیکیٹو افسر بنایا ہے۔

● نئی دہلی- فروغ انسانی وسائل کے مرکزی وزیر ارجن سنگھ نے میڈیا پر اپنے بیان کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے بٹلہ ہاؤس مبینہ انکاؤنٹر کی جوڈیشیل انکوائری کی بات نہیں کہی تھی۔

● لکھنؤ- اترپردیش کی وزیر اعلیٰ مایاوتی نے ریاست کے سات تاریخی شہروں کے لئے تقریباً چار ہزار کروڑ روپے کی فلاحی اور بنیادی ڈھانچوں کی سہولتوں کے لئے کئی پروجیکٹوں کا سنگ بنیاد رکھا اور نقاب کشائی کی۔

● وجے واڑہ- بی جے پی کے لیڈر ایل کے آڈوانی نے یہاں نامہ نگاروں سے کہا کہ ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے بنیادی ڈھانچہ میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کی ضرورت ہے ورنہ ملک کو بے روزگاری خصوصاً غیر منظم شعبہ کے مزدوروں کو زیادہ مشکلات کا سامنا کرنے کا امکان ہے۔

● ممبئی- بامبے ہائی کورٹ نے ریاستی حکومت کی خواہش کے برعکس ریاستی پولیس کے ڈائریکٹر جنرل اے این رائے کو ان کے عہدے سے ہٹانے اور چار ہفتے کے اندر نئے پولیس سربراہ کے تقرر کا حکم دیا ہے۔

● نئی دہلی- سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے جی بالا کرشنن نے جیل اصلاحات کے لئے مفاد عامہ کی ایک عرضی کی سماعت کرتے ہوئے کہا کہ سنگین جرائم میں ملوث گینگسٹروں اور دہشت گردوں کے لئے الگ جیل ہونی چاہئے۔

● گوہاٹی- آسام میں لوک سبھا انتخابات کے لئے یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ، بائیں بازو کی پارٹیوں اور این سی پی نے مل کر تیسرا محاذ بنایا ہے۔

● نئی دہلی- مرکزی کابینہ نے اترپردیش اور مغربی بنگال میں ایمس جیسے ادارے اور بہار کے مدھے پورہ اور مرہورہ میں الیکٹرک اور ڈیزل کے انجن تیار کرنے کے کارخانے قائم کرنے کی تجویز کو منظوری دی ہے۔

● نئی دہلی- اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بان کی مون نے یہاں کہا کہ کوپن ہیگن میں موسمی تبدیلی سے متعلق آئندہ اہم کانفرنس میں ترقی پذیر ملکوں کو اپنے اس قول وقرار کی لازمی طور پر وضاحت کرنی ہے کہ وہ اپنے یہاں گیسوں کا اخراج کم سے کم کرنے کے لئے وسط مدتی نشانے مقرر کریں گے۔

● نئی دہلی- مرکزی وزیر خارجہ پرنب مکھرجی نے کہا ہے کہ جن خطرناک گیسوں کے اخراج کی وجہ سے عالمی حدت میں اضافہ ہوا ہے اور موسمی تبدیلی آرہی ہے اس کے لئے دولت مند صنعتی ممالک ذمہ دار ہیں۔ وہ مالی بحران کو بہانہ بنا کر اپنے قول وقرار سے پیچھے نہ ہٹیں۔

● نئی دہلی- اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گجرات کے فسادات کے دوران بھی ریاست کی نریندر مودی سرکار نے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کچھ نہیں کیا اور اس کے بعد بھی انہیں انصاف دلانے اور قصور واروں کو سزا دلانے کے لئے کچھ نہیں کیا۔

بین الاقوامی

● اوسلو- حکومت ناروے نے اعلان کیا ہے کہ اگر مسلم خاتون افسران اسلامی طرز کا اسکارف سر پر باندھنا چاہتی ہیں تو وہ اس کی اجازت دے گی۔ پولیس مینجمنٹ کے مشورہ پر حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس کے لئے پولیس یونیفارم کے ضوابط میں ترمیم کرکے یونیفارم کے ساتھ اسکارف کی اجازت دی جائے گی۔

● نیویارک- دارفور میں اقوام متحدہ اور افریقی یونین مشن کے ساتھ قیام امن کے لئے کوشش کرنے والوں نے کہا ہے کہ سوڈانی فوج کے اس دعوے کے بعد کہ دارفور کے شہر مہاجری پر ان کا قبضہ ہوگیا ہے۔ لڑائی اب بھی دارفور میں چل رہی ہے۔

● اسلام آباد- پاکستان کے صدر آصف علی زرداری نے یہاں اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل بان کی مون سے ملاقات کے بعد کہا کہ اقوام متحدہ کا سہ رکنی کمیشن ۲۷ ردسمبر ۲۰۰۷ء کے بم دھماکہ اور بے نظیر بھٹو کے قتل کے حقائق کا پردہ فاش کردے گا۔ اقوام متحدہ نے اس بابت پاکستان کی درخواست منظور کرلی ہے۔

● یروشلم- اسرائیلی بحریہ نے طبی وخوردنی اشیاء، کپڑے اور کھلونے لے کر غزہ جانے والی ایک لبنانی اسٹیمر کو اپنے قبضہ میں کرلیا ہے۔

● کولمبو- حکومت سری لنکا نے خود سپردگی کرنے والے تمل ٹائیگرز کو معافی دینے کی پیشکش تو کی ہے لیکن مقررمدت کے لئے جنگ بندی اور تمل ٹائیگرز کے ساتھ سیاسی بات چیت کی تجویز کو مسترد کردیا ہے۔ دریں اثنا حکومت کے اس اعلان کے بعد کہ تمل ٹائیگرز یا تو غیر مشروط خود سپردگی کرلیں یا تباہی کے لئے تیار رہیں۔ ۸۰۰ شہری جنگ زدہ علاقوں سے محفوظ مقامات کی طرف کوچ کرگئے۔

● بغداد- عراقی افسران نے کہا ہے کہ ایرانی سرحد پر کرد علاقے میں ایک خودکش دھماکے میں ۱۲- افراد ہلاک ہوگئے۔

● بیجنگ- چین نے اپنے حلیف شمالی کوریا سے کہا ہے کہ وہ کشیدگی پیدا نہ کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جو خطے کے استحکام کے لئے نقصان دہ ہو۔

● اسلام آباد- پاکستان کے خیبر قبائلی خطے میں پشاور تورخم شاہراہ پر ان دس ٹرکوں کو نذر آتش کردیا گیا جو افغانستان میں تعینات ناٹو افواج کو رسد دے کر واپس ہورہے تھے۔

● یروشلم- اسرائیلی فوج نے اس کا اعتراف کرلیا کہ اس نے غزہ کے ایک اسپتال کے ڈاکٹر عزت الدین العیش کے گھر پر بمباری کی تھی جس سے ان کی تین بیٹیاں جاں بحق اور کئی رشتہ دار زخمی ہوگئے تھے۔

● ڈیرہ غازی خاں- جنوبی پنجاب (پاکستان) کے شہر ڈیرہ غازی خاں میں ایک بم دھماکہ میں ۲۴ رافراد ہلاک اور ۴۵ زخمی ہوگئے۔

● جلال آباد- حزب اسلامی افغانستان نے شہر جلال آباد میں ۱۱- امریکی فوجیوں کو ہلاک اور تین گاڑیوں کو تباہ کرنے کا دعویٰ کیا۔

● تہران- حماس کے لیڈر خالد مشعل نے یہاں ایک تقریب میں کہا کہ ہم فلسطین کی مکمل آزادی، القدس سے یہودیوں کے تسلط کے خاتمے اور تمام پناہ گزین شہریوں کی وطن میں ازسرنو آبادکاری تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ادھر ایرانی صدر محمود احمدی نژاد نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ اسرائیل کو غزہ میں شکست تو ہوگئی لیکن وہ دوبارہ حملہ کرسکتا ہے۔

● رام اللہ- فلسطینی صدر محمود عباس نے غزہ پٹی کی تعمیر نو کے لئے ۶۰ کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا ہے اور یہ رقم عطیہ کی صورت میں مغربی ممالک سے ملے گی جو غزہ پٹی میں تعمیر نو کے کام کا سہرا عباس سرکار کے سر باندھنا چاہتے ہیں۔

● دبئی- حکومت قطر نے پلاسٹک کے کپ اور پلیٹوں میں کھانے پینے کی گرم اشیاء دینے پر پابندی عائد کردی ہے اور ان کی جگہ المونیم کے ڈبوں اور پلیٹوں کا استعمال کرنے کی ہدایت ہوٹلوں کو دی ہے۔

● لندن- برطانوی وزیر خارجہ نے خارجہ امور سے متعلق پارلیمنٹ کی کمیٹی کو بتایا کہ اگر ایران اسی رفتار سے جوہری پروگرام جاری رکھتا ہے تو چند برسوں میں جوہری تکنیک حاصل کرلے گا۔

● اقوام متحدہ- اقوام متحدہ اور اس کے شرکاء نے قدرتی آفات، بنیادی سماجی خدمات تک رسائی کے فقدان، خوراک کی کمی اور سلامتی کی بگڑتی ہوئی صورتحال سے خستہ حال افغانوں کی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے ۶۰۴ ملین ڈالر کی امداد کی اپیل کی ہے۔

افغانستان میں ویت نام سے طویل جنگ کے عزائم

ثروت جمال اصمعی

گیارہ ستمبر دو ہزار ایک سے دنیا میں جو آگ لگی ہے، سات سال سے زیادہ مدت گزر جانے کے باوجود اس کے شعلے مزید بلند ہورہے ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ نائن الیون حملوں کی سرکاری کہانی کی رو سے بھی کوئی افغان شہری ان میں ملوث نہیں تھا، افغان عوام کو اب تک سزا دی جارہی ہے جب کہ حیرت انگیز طور پر اس تاریخ کو امریکہ کے پورے سیکورٹی سسٹم کے فیل ہوجانے پر کسی ایک متعلقہ امریکی اہلکار کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ یہ بات ان بے شمار اسباب میں سے ایک ہے جن کی بنا پر بہت سے لوگ یقین رکھتے ہیں کہ نائن الیون حملوں میں خود امریکی ایجنسیاں ملوث تھیں تاکہ کیسپین کے تیل کے ذخائر تک پہنچنے کے لئے افغانستان پر فوج کشی کی راہ ہموار کی جاسکے۔ چنانچہ امریکہ سمیت چالیس مغربی ملکوں کی فوجیں سات سال سے اس مفلوک الحال ملک میں موجود ہیں اگرچہ سخت جان عوامی مزاحمت نے ان کے دانت کھٹے کررکھے ہیں۔ پچھلے چند عشروں میں عوامی مزاحمت کے حوالے سے ویت نام میں امریکہ اور افغانستان میں روس کے انتہائی تلخ تجربات کے باوجود مسلم دنیا کو ازسرنو دوستی کا پیغام دینے والے امریکہ کی نئی حکومت بھی افغانستان میں اپنی تاریخ کی طویل ترین جنگ لڑنے کی باتیں کررہی ہے۔ انسداد دہشت گردی مہم کے نام پر امریکہ کی جنگ کا حلیف بن کر سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والا پاکستان امریکہ کے جاسوس طیاروں کے حملوں کا نشانہ بنا ہوا ہے اور نئے امریکی حکمراں ہمیں نوید سنا رہے ہیں کہ یہ حملے اسی طرح جاری رہیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے قبائلی علاقے افغانوں سے دینی، نسلی اور لسانی رشتوں میں بندھے ہونے کے سبب قابض بیرونی افواج کے خلاف افغان عوام کی مزاحمت کی حمایت کررہے ہیں جب کہ پاکستان کی فوج انہیں کچلنے کے لئے سرگرم ہے اور ہمارے ہزاروں سپاہی اس پرائی آگ کی نذر ہوچکے ہیں۔ اس کے باوجود ہمارے حکمراں امریکی فضائی حملوں پر بے بسی کے ساتھ اظہار ناراضگی سے زیادہ کچھ کرنے سے قاصر دکھائی دیتے ہیں۔ آنے والے دنوں میں خطے کے حالات کیا رنگ اختیار کریں گے، وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے اس کے اشارے دیے ہیں امریکی کانگریس کی مسلح افواج کی کمیٹی سے اپنے خطاب میں انہوں نے حال ہی میں کہا ہے کہ افغانستان میں امریکہ کو ایک طویل اور مشکل جنگ کا سامنا ہے۔ یہ جنگ کتنی طویل ہوگی؟ اس سوال کا جواب صدر اوباما کی طرف سے پاکستان اور افغانستان کے لئے خصوصی ایلچی مقرر کئے جانے والے سفارت کار رچرڈ ہال بروک صدارتی انتخاب سے پہلے فارن افیئرز میگزین میں یوں دے چکے ہیں:

''افغانستان کی صورت حال مایوس کن ہونے سے تو بہت دور ہے مگر اپنے آٹھویں سال میں داخل ہوجانے والی اس جنگ کے بارے میں اب امریکیوں کو سچ بتادیا جانا چاہئے۔ جو یہ ہے کہ یہ جنگ طویل مدت تک جاری رہے گی۔ امریکہ نے اب تک جو طویل ترین جنگ لڑی ہے وہ ۱۴ سال جاری رہنے والی ویت نام کی جنگ ہے مگر یہ جنگ اس سے بھی زیادہ مدت تک جاری رہے گی۔''

نہ جانے کیوں ہال بروک نے ویت نام کی جنگ کے رسوا کن نتیجے کی بات نہیں کی مگر عالمی مبصرین برملا کہہ رہے ہیں کہ افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو ویت نام سے بھی زیادہ ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا ہوگا۔ چنانچہ ممتاز امریکی تجزیہ کار جسٹن ریمونڈو (Justin Raimondo) لکھتے ہیں: ''اگر ہال بروک درست کہہ رہے ہیں اور ہم ایک ایسی بڑی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں جو عراق کے مقابلے میں کہیں زیادہ شدید ہوگی تو اس کی طوالت کے بارے میں ان کی بات درست نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ جس جنگ کی وہ بات کررہے ہیں وہ بے لگام تشدد اور جنون ودہشت کا آخری دورہ ہوگا۔ اس کے نتائج مکمل تباہی وبربادی اور ہمارے تیزی سے غلط ثابت ہوتے ہوئے سامراجی دعووں کی کامل ناکامی کی شکل میں برآمد ہوں گے۔ کیا یہ جنگ ویت نام کی جنگ سے طویل ہوگی؟ میں اسے زیادہ سے زیادہ پانچ سال دیتا ہوں، اس کے اختتام پر ہم اپنے زخم چاٹ رہے ہوں گے اور دیوانہ وار اس صورت حال سے نکلنے کی راہ ڈھونڈ رہے ہوں گے۔''

سوال یہ ہے کہ امریکی حکمراں افغانستان کے خلاف اس جنگی جنون کا مظاہرہ کیوں کررہے ہیں؟ اس حوالے سے یہ حقیقت یقینی شواہد کے ساتھ سامنے آچکی ہے کہ افغانستان پر یلغار کا مقصد کیسپین کے علاقے میں موجود تیل اور گیس کے وسیع ذخائر تک پہنچنا تھا اور سات سال کی ناکام جنگ کے بعد بھی امریکی قیادت اور سرمایہ داروں کے لئے اس بے تحاشہ دولت پر دسترس کے خواب سے دستبردار ہوجانا ممکن نہیں۔ لہٰذا وہ ہر صورت میں کامیابی کے لئے جنگ کی اس بھٹی میں اپنے وسائل جھونکتے چلے جارہے ہیں۔ جب کہ اس کے نتیجے میں پوری دنیا ہر روز زیادہ غیر محفوظ ہوتی جارہی ہے۔ امریکہ ارباب اختیار کو تباہی کی اس راہ پر آگے بڑھنے سے روکنا پوری انسانی برادری کا فرض ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ نائن الیون حملوں کی ازسرنو تحقیقات ہوتا کہ اس کے اصل اسباب اور ذمہ داروں کا پتہ لگ سکے اور افغانستان پر فوج کشی کی حقیقت دنیا پر پوری طرح واضح ہوجائے۔ اس کے نتیجے میں یقیناً افغانستان میں جنگ کا جاری رکھا جانا مشکل ہوجائے گا۔ یہ تحقیقات بین الاقوامی اہتمام میں اور پوری طرح شفاف ہونی چاہئے۔ امریکہ میں بہت سے ممتاز افراد اس کا مطالبہ کررہے ہیں۔ ان میں سابق وزراء امریکی محکمہ خارجہ کے متعدد سابق اعلیٰ حکام، سائنسداں اور محققین شامل ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ پوری انسانی برادری اس مطالبے کا ساتھ دے کیونکہ جنگ کے دیوتاؤں کو دنیا میں مزید تباہی پھیلانے سے روکنے کے لئے یہ ناگزیر ہے۔ ●●

خیبر ایجنسی میں ایک اور پل تباہ، نیٹو رسد متاثر

لندن- بی بی سی اُردو کے نامہ نگار مقیم پشاور دلاور خاں وزیر کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے قبائلی علاقے خیبر ایجنسی میں پشاور طورخم مرکزی شاہراہ پر واقع ایک پل پر دھماکے سے دو افراد ہلاک اور پانچ زخمی ہوگئے۔ خیبر ایجنسی کے پولیٹیکل ایجنٹ طارق حیات نے اس دھماکے کو خودکش حملہ قرار دیا ہے۔ مقامی انتظامیہ کے ایک اہلکار نے بی بی سی کو بتایا کہ جمعہ (۶ رفروری) کو صبح چھ بجے تحصیل لنڈی کوتل کے علاقے ٹی ڈی بازار کے قریب نامعلوم شدت پسندوں نے ایک چھوٹے پل پر بارود سے بھری ایک گاڑی میں دھماکہ کیا جس کے نتیجے میں دو افراد ہلاک جب کہ پانچ زخمی ہوگئے۔ ان کا کہنا تھا کہ دھماکے سے قریبی چند گھروں اور ایک ٹرک کو بھی نقصان پہنچا۔ انتظامیہ کے اہلکار کے مطابق دھماکے کے بعد ٹریفک بھی معطل ہوگئے جسے بعد میں متبادل راستے کے ذریعہ بحال کردیا گیا۔ اہلکار کے مطابق دھماکے کے بعد نیٹو کے لئے رسد لے جانے والا قافلہ بھی رُک گیا اور امید ہے متبادل راستے کھل جانے کے بعد اب یہ قافلہ دوبارہ افغانستان روانہ کردیا جائے گا۔

خیال رہے کہ منگل (۳ رفروری) کو خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں علی مسجد کے قریب نامعلوم افراد نے پشاور طورخم کی مرکزی شاہراہ پر ایک پل کو دھماکے سے تباہ کردیا تھا جس سے نیٹو کو رسد کی فراہمی عارضی طور پر معطل ہوئی تھی۔

یاد رہے کہ اس سے پہلے بھی نیٹو کے لئے رسد لے جانے والے قافلے خیبر ایجنسی میں کشیدہ حالات کی وجہ سے کئی بار خلل کا شکار ہوچکے ہیں لیکن یہ دوسری دفعہ ہے کہ کسی پل کو تباہ کرکے قافلے کے راستے کو مسدود کردیا گیا ہو۔ تادم تحریر اس واقعہ کی کسی نے ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔ البتہ کالعدم تنظیم تحریک طالبان کے ترجمان مولوی عمر نے کچھ عرصہ پہلے بی بی سی کو بتایا تھا کہ قبائلی علاقوں میں اتحادی افواج کے حملے تسلسل کے ساتھ جاری ہیں اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

انہوں نے دھمکی دی تھی کہ جب تک قبائلی علاقوں میں نیٹو اور امریکی کارروائیاں بند نہیں ہوتیں وہ اتحادی افواج کے لئے سامان لے جانے والوں پر حملے کرتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ پشاور کے علاقے رنگ روڈ پر گزشتہ دو ماہ کے دوران نیٹو افواج کے لئے رسد لے جانے والی گاڑیوں کے اڈوں پر مسلح افراد کی طرف سے پانچ حملے کئے جاچکے ہیں جس میں اب تک تین سو سے زائد گاڑیوں کو تباہ کیا گیا ہے جن پر اتحادی افواج کا جنگی سازوسامان بھی لدا ہوا تھا۔

دریں اثنا پاکستان میں حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ سیکورٹی فورسز نے قبائلی علاقے اورکزئی ایجنسی میں عسکریت پسندوں کے مشتبہ ٹھکانوں پر بمباری کی ہے جس میں پچاس کے قریب مبینہ شدت پسند ہلاک ہوگئے ہیں۔ تاہم آزاد ذرائع سے ان ہلاکتوں کی تصدیق نہیں ہوسکی ہے۔ خیبر کے پولیٹیکل ایجنٹ طارق حیات نے بی بی سی کو بتایا کہ گن شپ ہیلی کاپٹر نے جمعہ کی شام خیبر اور اورکزئی ایجنسی کی سرحد پر واقع سپرئی نامی علاقے میں موجود مبینہ شدت پسندوں کے مشتبہ ٹھکانوں کو نشانہ بنایا ہے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ بمباری کے نتیجے میں پچاس کے لگ بھگ مبینہ شدت پسند ہلاک ہوگئے ہیں۔

طارق حیات کا کہنا تھا کہ یہ کارروائی جمعہ (۶ رفروری) کی صبح خیبر ایجنسی کی تحصیل جمرود میں پشاور طورخم مرکزی شاہراہ پر واقع ایک پل پر ہونے والے مبینہ خودکش حملے کے بعد کی گئی ہے۔

انہوں نے دعویٰ کیا کہ حملے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ مبینہ خودکش حملہ آور خیبر اور اورکزئی ایجنسی کے سپرئی علاقے سے آیا ہے جہاں پر بقول ان کے مبینہ عسکریت پسندوں کے مبینہ طور پر مراکز موجود ہیں۔ ان کے بقول وہاں پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر بھیجا گیا جس نے پہلے حملے میں مبینہ عسکریت پسندوں کے چار مرکز، چار گاڑیاں اور گولہ بارود کے ایک ڈپو کو تباہ کردیا۔ ان کے مطابق کچھ دیر کے بعد گن شپ ہیلی کاپٹر نے دوبارہ جاکر اسی جگہ پر شیلنگ کی جس میں تین مراکز تباہ اور پچاس کے قریب عسکریت پسند ہلاک ہوگئے۔

طارق حیات نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے چند ہفتے قبل خیبر ایجنسی میں جو فوجی کارروائی شروع کی تھی اس کے بعد مبینہ عسکریت پسندوں نے بھاگ کر حملے کا نشانہ بننے والے علاقے میں پناہ لے لی تھی۔ تاہم حکام کے اس دعویٰ کی طالبان اور نہ ہی آزاد ذرائع سے کوئی تصدیق ہوسکی ہے، حکومت جس علاقے میں عسکریت پسندوں کو مارنے کا دعویٰ کررہی ہے وہ ایک دور دراز دشوار گزار پہاڑی علاقہ ہے جہاں سے اطلاعات کا حصول ایک بہت ہی مشکل عمل ہے۔

ناگپور میں جلسۂ تقسیم اسناد

ناگپور- ۲۵ رجنوری کو ناگپور میں جامعہ اسلامیات بھوپال کے امتحانات ۲۰۰۸ء کی تقسیم اسناد کا جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ میں مجموعی طور پر سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے اور تمام کورسوں میں اوّل، دوم آنے والے طلبا کو اسناد ومارک شیٹ کے ساتھ انعامات بھی دیئے گئے۔ اس موقع پر جناب م- اقبال، جناب تنویر ایڈیٹر ادبی کارواں، جناب محمد یٰسین خاں، جناب کبیر خاں، مہتمم امتحانات ڈاکٹر محمد عبدالرشید نے اظہار خیال کیا۔

اقلیتوں کے تعلیمی حقوق پر سیمینار

حیدرآباد- آل انڈیا اسلامک ٹیچرس ایسوسی ایشن حیدرآباد زون کے زیر اہتمام اردو گھر مغل پورہ میں ۲۵ جنوری کو ''دستور ہند اور اقلیتوں کے تعلیمی حقوق'' کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر جسٹس سردار علی خاں سابق صدر قومی اقلیتی کمیشن، ایڈوکیٹ سید طارق قادری رکن اقلیتی کمیشن آندھرا پردیش، ڈاکٹر خالد صدر شعبۂ آزاد یونیورسٹی ڈاکٹر سید اسلام الدین سکریٹری ایسوسی ایشن، جناب عبدالحمید جنیہ اور دیگر نے اظہار خیال کیا۔ سیمینار میں مرد وخواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

مسلمانوں کو عام انتخابات کے پیش نظر لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے

نئی دہلی- ''ہم نے اس ملک کی ہر سیکولر پارٹی کو آزمایا یہاں تک کہ کمیونسٹ پارٹی کو بھی جو خود کو سب سے زیادہ سیکولر بتاتی ہے جس نے بنگال میں لگاتار تقریباً ۳۰ سال حکومت کی اور آج بھی وہاں وہ برسر اقتدار ہے مگر صورت حال یہ ہے کہ آج بنگال میں مسلمانوں کی حالت سب سے زیادہ خراب ہے۔'' یہ باتیں امیر جماعت اسلامی ہند مولانا سید جلال الدین عمری نے ۳۱ رجنوری کو آل انڈیا ملی کونسل کے کاروانِ سیاسی بیداری مہم کے اختتامی اجلاس منعقدہ رام لیلا گراؤنڈ میں ایک بڑے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے کہیں۔

انہوں نے کہا کہ حکومت کی قائم کردہ سچر کمیٹی کی رپورٹ نے واضح کردیا ہے کہ تعلیمی اور سماجی اعتبار سے مسلمان دلتوں سے بھی بدتر حالت میں ہیں۔ حکومت کی کوتاہی کا یہ خود اپنی زبان سے کھلا اعتراف ہے۔ امیر جماعت نے کہا کہ یہاں کی بعض سیاسی پارٹیوں کی تو یہ خواہش ہے کہ مسلمان دلتوں سے بھی زیادہ پستی میں چلے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تک ہمارا استعمال ووٹ بینک کی حیثیت سے سیاسی پارٹیوں کو مسند اقتدار تک پہنچانے کے لئے کیا جاتا رہا ہے۔ اب یہ صورت حال ختم ہونی چاہئے اور اس سیاسی بیداری مہم کا حاصل یہ ہونا چاہئے کہ مسلمان آئندہ الیکشن کے لئے بہت سوچ سمجھ کر اپنا لائحہ عمل تیار کریں۔

مسلمانوں پر لگائے جانے والے دہشت گردی کے الزام کا نوٹس لیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کیا کسی کی عقل میں یہ بات آتی ہے کہ کوئی مسلمان خود اپنی مسجد، درگاہ یا عیدگاہ میں بم دھماکہ کرے گا؟ وقت گزرنے کے ساتھ حقائق سے پردہ اٹھ رہا ہے اور اصل مجرموں کے چہرے سامنے آرہے ہیں۔

امیر جماعت نے کہا کہ یہ ملک امن اور چین سے نہیں رہ سکتا جب تک یہاں عدل وانصاف نہیں قائم ہوتا اور مسلمان ترقی نہیں کرسکتے جب تک ان کے سروں پر دہشت گردی کے الزام کی تلوار لٹکتی رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ ظلم خواہ کسی پر ہو ہمیں اس کی حمایت میں آواز بلند کرنی چاہئے خواہ یہ ظلم سکھوں کے خلاف ہو یا عیسائیوں کے خلاف یا دلتوں کے خلاف، ہم اہل ایمان کو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہم انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنیں۔ (رپورٹ: عبدالحق فلاحی)

اتحادی فوج کے حملے میں ۱۰- افراد ہلاک

قندھار- جنوبی افغانستان کے صوبہ زابل میں ایک چھاپہ کے دوران امریکہ کی قیادت میں کثیر ملکی فوج نے چھ افراد کو ہلاک کیا۔ اس کی اطلاع افغانستان افسروں نے دی ہے۔ حالیہ مہینوں کے دوران افغانستان میں تشدد کے واقعات میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۰۱ء میں امریکہ کی قیادت میں غیر ملکی فوجوں اور افغانستان کے مسلح دستوں نے طالبان کو اقتدار سے معزول کردیا تھا۔ اس کے بعد سے اب تک یہ سب سے زیادہ خوں ریز دور گزر رہا ہے۔ زابل کی صوبائی کونسل کے ایک ممبر محمد ہاشم نے بتایا کہ اس تازہ ترین واردات میں جو لوگ متاثر ہوئے ہیں وہ دو خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ۶ مرد ہیں۔

نائب صوبائی گورنر گلاب شاہ علی خیل نے اس کی تصدیق کردی کہ کل رات بھر جاری کارروائی میں ۶ رافراد ہلاک ہوئے لیکن وہ یہ نہیں بتاسکے کہ وہ تمام لوگ طالبان تھے یا عام بے گناہ شہری۔ امریکی فوج کی ایک خاتون ترجمان نے بتایا کہ اسے اس طرح کی کسی واردات کا علم نہیں ہے۔ وہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گی۔

سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ مغربی فوج کے ہاتھوں عام شہریوں کی ہلاکت سے مغرب کی حمایت یافتہ حکومت ناراض ہوتی ہے کیونکہ ان ہلاکتوں کی وجہ سے ایک تو حکومت عوامی تائید سے محروم ہوتی جاتی ہے، دوسرے مغربی فوجوں کے خلاف عوام میں بددلی پیدا ہوتی ہے۔ اقوام متحدہ نے بتایا کہ گزشتہ سال تقریباً ۲۱۰۰ افغان شہری ہلاک ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک تہائی یا تو افغان فوجی اور پولیس جوان ہیں یا غیر ملکی فوج کے جوان اور افسر۔ معاہدہ اوقیانوس (ناٹو) اور امریکی فوج کی کمان کے تحت تقریباً 70,000 غیر ملکی فوجی القاعدہ کے امداد یافتہ طالبان کو شکست دینے کی کوشش میں ہیں۔ 2005ء سے ہی طالبان کی افغانستان میں واپسی شروع ہوگئی ہے۔ امریکہ افغانستان میں بڑھتی ہوئی شورش پسندی کا مقابلہ کرنے کے لئے اگلے 18 مہینوں کے اندر اپنی فوج کے موجودہ 36,000 جوانوں کی تعداد بڑھا کر 60,000 کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے۔

ملی ماڈل اسکول کی سالانہ تقریب

نئی دہلی- ۳۱ رجنوری کو ملی ماڈل اسکول کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا، جس میں اسکول کے بچے بچیوں نے مختلف النوع پروگرام پیش کئے اور ان کے ذریعہ تیار کردہ اشیاء وموڈلس کی نمائش کی گئی۔

پہلی نشست میں مرد وخواتین دونوں نے شرکت کی۔ اس میں چھوٹی بچیوں نے اپنے پروگرام پیش کئے اس کی صدارت جناب محمد جعفر نائب امیر جماعت اسلامی ہند نے کی۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ مثبت کام کے سلسلے میں ٹیچرس کی کارکردی کو سراہنا چاہئے۔ بچوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بچے نقال ہوتے ہیں آپ جیسے بولیں گے ویسے ہی بچے بھی بولیں گے۔ کسی بچے کو معمولی نہ سمجھیں، بچے کے پیدا ہوتے ہی پوری کائنات اس کی تربیت میں لگ جاتی ہے۔

دوسری نشست کی صدارت محترمہ شائستہ رفعت ناظمہ خواتین دہلی وہریانہ نے کی۔ انہوں نے انتظامیہ اور معلمات کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے نظم کو بہتر سے بہتر بنانے کا مشورہ دیا۔ جلسے میں تقریباً پانچ سو خواتین اور ڈیڑھ سو مردوں نے شرکت کی۔ اسکول کے منیجر جناب محمد جاوید اقبال نے اسکول کی رپورٹ پیش کی۔ سکریٹری جناب صالح بن علی شبیبی نے بھی اظہار خیال کیا۔ بہتر کارکردگی میں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے۔

خلیجی ملکوں میں ورکروں کی چھٹنی سے ہندوستان فکرمند

دبئی- خلیج میں تعمیراتی پروجیکٹوں میں بڑے پیمانے پر ہونے والی چھٹنی سے حکومت ہند فکرمند ہے۔ دبئی میں ہندوستان کے قونصلر جنرل وینو راجامنی نے بتایا کہ قونصل خانہ موجودہ حالات پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ سال جہاں جنوری - فروری میں ۳۵۰۰ ہندوستانی ورکروں کو خلیجی ملکوں میں روزگار ملا تھا وہیں اس سال یہ تعداد محض ۲۵۰-۳۰۰ کے درمیان ہے۔ انہوں نے کہا کہ جنوری سے لے کر مارچ تک کے لئے ایئرلائنس میں زبردست بکنگ چل رہی ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ ۲۵ ہزار لوگ ہندوستان واپس جائیں گے۔ واضح رہے کہ خلیجی ملکوں سے برصغیر ہند جانے والے طیارے ان دنوں نکالے گئے ورکروں سے بھرے ہوئے ہیں۔

راجامنی نے بتایا کہ گزشتہ کچھ مہینوں کے دوران ہندوستان ورکرس کے تقرر میں زبردست گراوٹ آئی ہے۔ دبئی میں گزشتہ کچھ ہفتوں میں تعمیرات اور بینکنگ سیکٹر میں کافی لوگوں کو نوکری سے ہاتھ دھونا پڑا ہے۔

راجامنی نے کہا کہ حالات ضرور تشویش ناک ہیں لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ زیادہ تر ورکس طویل چھٹی پر جارہے ہیں۔ حالات بہتر ہونے پر انہیں واپس بلالیا جائے گا۔ کئی کمپنیاں ہیں جو سعودی عرب، ابوظبی اور قطر میں نئے پروجیکٹس شروع کرنے جارہی ہیں۔

قذافی افریقی یونین کے سربراہ منتخب

عدیس- لیبیا کے رہنما معمر قذافی کو متفقہ طور پر افریقی یونین کا نیا سربراہ منتخب کرلیا گیا۔ یہ بات افریقی یونین کی خاتون ترجمان حبیبہ شیخ نے غیر ملکی خبر رساں ادارے کو بتائی۔ ترجمان نے بتایا کہ معمر قذافی کا انتخاب افریقی یونین کے سربراہ کی جانب سے بند کمرے کے سیشن کے دوران عمل میں لایا گیا۔ بعد ازاں لیبیا کے رہنما نے اپنے خطاب میں یونین کے رہنماؤں کو اپنے اغراض ومقاصد اور یونین کے آئندہ پروگرام سے آگاہ کیا۔ معمر قذافی کو ایک سال کے لئے افریقی یونین کا چیئرمین منتخب کیا گیا ہے۔

معاشرے کی اصلاح میں خواتین کا کردار

مفتی نظام الدین شامزئی

عورتیں گھروں میں نماز کے اوّل وقت میں یا کم سے کم اذان ہوتے ہی سب کام چھوڑ کر فوراً فرض ادا کریں جس طرح مال واسباب کی حفاظت کی خاطر مختلف وظائف اور دعاؤں کا اہتمام کرتی ہیں، طے کرلیں کہ اس سے بھی زیادہ اہتمام سے اپنی ملکیت میں موجود تمام زیورات اور نقد رقم کی زکوٰۃ ادا کیا کریں گی اور غیبت جیسے مہلک گناہوں اور غلط رسموں سے بچنے کی کوشش کریں گی۔ یاد رہے کہ دنیا میں کسی سے اپنے فائدے کی کوئی چیز ہم سفارش کراکے، جبر سے، دھوکہ دے کر یا خدانہ کرے ظلم وزیادتی سے چھین کر، یا اس کو ڈرا دھمکا کر لے سکتے ہیں، لیکن اللہ جل شانہٗ کے خزانوں سے اس کو راضی کیے بغیر اور اس کی نافرمانی چھوڑے بغیر کچھ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے یاد رکھئے کہ سب سے بڑا عمل مالک کی رضا اور خوشنودی ہے جو نافرمانی چھوڑے بغیر نہیں مل سکتی۔

لہٰذا چھوٹے بڑے سب گناہوں کو چھوڑ کر ان سے توبہ کرکے دعا مانگئے، چوبیس گھنٹے کی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے اور انہیں آگے پھیلانے اور دوسروں کو بھی سکھانے کا پورا پورا اہتمام کریں۔ صرف اور صرف چند وظائف پڑھ لینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں پر عمل نہ کرنا، بہت ہی بڑی محرومی کی بات ہے۔ آج ہمارے سامنے بلکہ خود ہم سے اللہ جل شانہ کے کتنے احکام ٹوٹ رہے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اور نورانی طریقے چھوٹ رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک مسلمان عورت وظائف کا اہتمام کرکے تو اپنے آپ کو بہت نیک اور دیندار سمجھتی ہے لیکن خود اپنے ہی بیٹے اور بیٹی کی شادی میں ہر وہ کام کرتی ہے جس سے اللہ جل شانہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے ہیں۔ لہٰذا چوبیس گھنٹوں کی زندگی می خود بھی ان سنتوں پر عمل کریں اور چوبیس گھنٹوں کی زندگی میں جائز وناجائز، حلال اور حرام کا علم حاصل کرنے کے لئے مستند مفتی حضرات سے مسائل پوچھنے کا اہتمام کریں۔

خود بھی پورے دین پر عمل کرنے کی کوشش کیجئے اور اپنے گھر میں خاندان میں اور پورے عالم کے انسانوں میں اس دین کو پھیلانے کی کوشش کیجئے، اس کے لئے آپ اپنی اولاد کو دین کے علم سے محروم رکھنا، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے محروم رکھنا، بہت ہی خسارے کی بات ہے۔ اگر اولاد بڑی ہوچکی ہے اور کسی وجہ سے ان کو حافظ یا عالم نہیں بنایا تو ان کو وصیت کرجائیں کہ پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کو ضرور حافظ یا عالم بنائیں۔ سوچئے تو اللہ جل شانہ نے چار بیٹے دیئے ایک بیٹے کو بھی حافظ قرآن نہیں بناسکے، کتنی محرومی کی بات ہے۔ لہٰذا اگر آپ خاندان کے بزرگ ہیں، خاندان میں آپ کی بات مانی جاتی ہے تو ضرور اپنے تمام ماتحتوں کو اور ان کی اولاد کو حافظ قرآن اور عالم دین بنانے کی بھرپور کوشش کیجئے اور اس کے لئے آپ کی جان و مال، صلاحیت جتنی بھی لگ جائے لگائیے۔ اس سے امت کے اندر علماء پیدا ہوں گے جن سے عمومی طور پر دین پھیلے گا تو یہ آپ کے لئے دنیا وآخرت کی سعادت اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔

اسی طرح وظائف کا اہتمام رکھتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھئے کہ آپ کی طرف سے کسی شخص پر ظلم نہ ہو کہ اس کے دل سے نکلی ہوئی آہ آپ کی دعاؤں کی قبولیت میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ مثلاً بیوی، بچوں کو ستانا، چھوٹے معصوم بچوں کو بات بے بات ڈانٹنا، بیوی بچوں، ملازموں اور ماتحتوں کو جرم سے زیادہ سزا دینا بیوی کے ضروری خرچے میں بھی تنگی کرنا، بیوی کا شوہر کی نافرمانی کرنا، اس کے مزاج ومنشاء کے خلاف چلنا، ہر وقت بچوں کو ڈانٹتے رہنا، ساس ہونے کی صورت میں بہو پر ظلم کرنا یا بہو ہوتے ہوئے ساس کو ستانا، مالک یا سیٹھ ہوتے ہوئے ملازمین کو پوری تنخواہ نہ دینا، یا باوجود اپنی مالی استطاعت کے انہیں کم تنخواہ دینا کہ قناعت کے ساتھ بھی اس کا گزارہ نہ چل سکے یا سیٹھانی ہوتے ہوئے گھر کی ملازمہ سے کام بہت زیادہ لینا اور تنخواہ بہت کم دینا۔ یاد رکھئے غریبوں اور مظلوموں کی یہ آہیں، بڑی بڑی پریشانیاں اور بلائیں نازل کروادیتی ہیں، اور پھر انسان ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے جن کا علاج ڈاکٹروں کو بڑی بڑی فیسیں ادا کرنے اور بڑے بڑے اسپتالوں میں جاکر بھی نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ حقوق کی ادائیگی کا اہتمام رکھیں اور کسی کا دل نہ دکھائیں۔ بعض لوگ اپنے والد یا کسی مرحوم کی وفات پر ایصال ثواب کے لئے مجموعہ وظائف چھپواتے ہیں یا مدرسوں اور یتیم خانوں میں حسب توفیق مال خرچ کرتے ہیں، حالانکہ اپنی سگی بہنوں کا یا پھوپیوں کا یا چھوٹے بھائیوں کا حق ادا نہیں کرتے۔

لہٰذا ان سب سے زیادہ ضروری ہے کہ اللہ جل شانہ نے جن جن کا جو حق متعین کیا ہے، ان کو پہلے پہنچایا جائے پھر ہر بالغ وارث اپنی اپنی خوشی سے اپنے مال میں سے بغیر کسی جبر واکراہ کے شرعی طریقے سے ایصال ثواب کرے۔ مرحوم کو ایصال ثواب کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا بہتر رہے گا جس سے میت کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

●●

فسادات پر قابو پانے کیلئے کارگر قانون ضروری

عارف عزیز (بھوپال)

ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی تاریخ نئی نہیں ہے تقریباً ڈیڑھ صدی سے یہاں فرقہ وارانہ تصادم ہورہے ہیں۔ اس حقیقت کو اب سب تسلیم کرچکے ہیں کہ اس طرح کے جھگڑے منصوبہ بند طریقے سے سوچ سمجھ کر سیاسی مقاصد کے لئے کرائے جاتے ہیں۔ حکومت وانتظامیہ نے بھی اکثر فسادات کے دوران اپنی اہلیت، مستعدی، ناوابستگی اور قوت ارادی کا وہ مظاہرہ نہیں کیا جو ان سے توقع کی جاسکتی تھی، خاص طور پر ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو اس وقت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کا قتل ان کے سکھ محافظوں کے ہاتھوں ہونے کے بعد بھڑکنے والے فرقہ وارانہ فسادات میں تین چار یوم تک جس طرح سکھوں کے خلاف تشدد دہشت گردی کا مظاہرہ ہوتا رہا اور حکمراں جماعت کے لوگوں نے اس میں حصہ لیا نیز انتظامیہ نے اس سے چشم پوشی برتی اس کو آج تک ایک ڈراؤنے خواب کی طرح یاد کیا جاتا ہے تاہم اس کا سلسلہ تین چار یوم کے بعد ختم ہوگیا تھا، لیکن گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات نے تو تمام اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ دیئے پہلے کبھی کسی وزیر اعلیٰ نے اس طرح کھل کر اقلیت مخالف نقطہ نظر اور سرگرمی کا ثبوت نہیں دیا جتنا کہ نریندر مودی نے دیا، پولیس اور انتظامیہ ان کا ہر حکم بجالاتے رہے، اسی لئے تشدد کا یہ ننگا ناچ ایک ماہ سے بھی زیادہ عرصہ تک چلتا رہا۔ بعد میں جو اسمبلی الیکشن ہوئے، ان کے نتائج نے ثابت کردیا کہ فرقہ وارانہ فسادات کی حکمت عملی سیاسی طور پر نریندر مودی کے لئے کتنی مفید ثابت ہوئی کیونکہ مسلمانوں کے خلاف فسادات سے متاثرہ علاقوں میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے مظاہرہ نے اسے کامیابی سے ہمکنار کردیا تھا۔ فسادات کی منصوبہ بندی کرنے والوں یا انہیں سرانجام دینے والوں کے خلاف قانونی کارروائی ہونے اور انہیں سزا دلانے کی مثالیں شاذ ونادر ہی ملتی ہیں۔

یہ بھی ایک سچائی ہے کہ فرقہ وارانہ فسادات کی سیاست میں کسی حد تک بائیں بازو کی کمیونسٹ پارٹی کو چھوڑ کر چونکہ مغربی بنگال کا گزشتہ ۳۰ سالہ ریکارڈ اس کا گواہ ہے، تقریباً سبھی سیاسی جماعتوں کا اپنا اپنا حصہ رہا ہے۔ لالو پرساد یادو اور ان کا راشٹریہ جنتا دل بھی اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ دیگر شعبوں میں سابق حکومت بہار کا مظاہرہ کتنا ہی خراب رہا ہو، چودہ برسوں میں فرقہ وارانہ امن وامان کے لحاظ سے وہ دیگر ریاستوں سے کافی بہتر ثابت ہوئی۔ اس سیاق وسباق میں یو پی اے کی مرکزی حکومت نے ملک میں فرقہ وارانہ فسادات پر قابو پانے کے لئے اگر ایک قانون بنانے کا عزم کیا ہے تو اسے جلد عملی جامہ پہنانا چاہئے، اسی طرح سماج، مذہب، ذات اور نسل کے امتیازات اور ان کی بنیاد پر فرقہ وارانہ تشدد بھڑکانے کی حوصلہ شکنی ہوسکتی ہے۔

اس قانون پر غور وخوض کے لئے قومی اقلیتی کمیشن کی میٹنگ میں قانون دانوں نے صحیح مشورہ دیا تھا کہ فرقہ وارانہ فسادات کو روکنے یا ان پر قابو پانے میں ناکامی کے لئے پولیس افسران کو ذمہ دار تصور کرکے معطل کیا جائے، چھ ماہ کے اندر متاثرین کو انصاف دلانے کا انتظام ہو، فساد کے شکار افراد کو پورے ملک میں مساوی طور پر معاوضہ ادا کیا جائے، ایک انشورنس اسکیم نافذ ہو اور فسادات کی تحقیقات ریٹائرڈ نہیں برسرکار جج ایک معینہ مدت میں پوری کرے۔ آج تک فرقہ وارانہ فسادات کے خلاف جو قانونی کارروائی کی جاتی ہے، اس کے لئے عام طور پر آئی پی سی کے سیکشن ۱۵۳-۹۵ اور ۵۰۵ اے کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ ماہرین کا دعویٰ ہے کہ ان دفعات کے موثر استعمال سے بھی فسادات کو روکا جاسکتا ہے لیکن انتظامیہ کی نااہلی بلکہ جانبداری نے فسادات میں مواخذہ کے تصور کو ختم کردیا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے کوشش یہ ہونی چاہئے کہ فسادات نہ ہوں اور یہ کام ضلع انتظامیہ ہی کرسکتی ہے جسے سیاسی بالادستی سے آزاد ہونا چاہئے۔ اس کے بعد اگر کہیں فساد ہوجائے تو متاثرین کو فوری انصاف فراہم ہو اور خطاکاروں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تبھی فرقہ وارانہ سیاست کی اس علامت پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

●●

گھیکوار یا ایلوویرا کے طبی فوائد وخصوصیات

طب وصحت

عتیق الرحمن گلی نیا محل، جامع مسجد، دہلی

◎

یہ پودا گھیکوار، گوار گندل، گوار پاٹھا، سمیلا، سویلا، زیلا، وغیرہ مختلف ناموں سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ ایلوویرا پودے کا تعلق بنفشہ خاندان سے ہے۔ اسی سلسلے کا ایک پودا لہسن بھی ہے۔ دونوں ہی پودوں میں دوائی عنصر اور علاج کی صلاحیت بہت زیادہ پائی جاتی ہے ان دونوں پودوں میں بالخصوص ایلوویرا میں علاج کے ساتھ ساتھ غذائیت بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایلوویرا کا تذکرہ اس کے اندر بے انتہا دوائی صلاحیت کی بنا پر اور نیم مردہ جسم میں دوبارہ جان ڈالنے کی خصوصیات کی بنا پر بائبل میں بہت سی جگہ کیا گیا ہے اس کے علاوہ قدیم مصری ہائیری گلائی فکس (Hieroglyphics) جو کہ سکندر اعظم کی مرتبہ تصنیف ہے اس میں بھی ایلوویرا کا تذکرہ موجود ہے کہ سکندر اعظم نے اپنی فتوحات کے دوران اپنے فوجیوں کی صحت کے لئے اور دوران جنگ زخمی فوجیوں کے زخموں کو بھرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ دور حاضر میں ایلوویرا پر بہت زیادہ تحقیق کی گئی ہے اور ابھی بھی کافی تحقیقات جاری ہیں لیباریٹریز میں ان کا تجزیہ کیا جارہا ہے۔ کلینکل ٹسٹ کئے جارہے ہیں اور یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ایلوویرا میں علاج کی صلاحیت اور خصوصیات بے انتہا پائی جاتی ہیں۔ اس کی ۲۸۵ قسموں میں 0.5% تک دوائی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ ۱۱ قسموں میں کوئی دوائی خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ ایک قسم میں دوائی خصوصیت ۱۰۰ فیصد تک پائی جاتی ہے۔ ایلوویرا کی تقریباً تین سو اقسام پائی جاتی ہیں ایک قسم جس میں سب سے زیادہ غذائیت اور تھیریپی کی خصوصیات موجود ہیں اس کا نام ایلوویرا باربیڈینسیز (Aloevera Barbadensis) ہے۔ ایلوویرا کے پودے میں دو سے تین سال کی عمر تک پہنچ جانے کے بعد زبردست غذائی خصوصیات نمایاں ہوجاتی ہیں۔ ایلوویرا کل جیل (Gel) اس کے پتوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ پتوں کو آہستہ آہستہ چھیل کر اس کا جیل نکالا جاتا ہے اس کے بعد پتوں میں سے ایک لیس دار چکنا گوند نما مادہ نکلتا ہے اس مادے میں زبردست دوائیت اور غذائیت پائی جاتی ہے۔ ایلوویرا جیل نکالنے کے طریقے بیان کرنے سے زیادہ بہتر ہے کہ ہم اس کی خصوصیات پر توجہ دیں کیونکہ یہ دوا یا فوڈ سپلی مینٹ ایک بہت طویل پروسیس سے گزرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

(۱) Pain Inhabitor درد کو جذب کرنے کی خصوصیت: متاثرہ حصے پر ایلوویرا لگانے سے درد آہستہ آہستہ زائل ہوجاتا ہے جب کہ دوسری درد مٹانے والی ادویہ اتنی تیزی سے نہ تو اثر کرتی ہیں اور اگر کرتی ہیں تو یہ آرام دائمی نہیں ہوتا جب کہ ایلوویرا کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مقام درد کے اندر جاکر اپنا کام کرتا ہے۔ ایلوویرا جلد کی سطحوں سے درد کو زائل کردیتا ہے متاثرہ حصے کی حدت اور جلن کو اندر ہی ختم کردیتا ہے۔

(۲) سوزش کو دور کرتا ہے: یہ بے حد موثر اینٹی الرجک ہے۔ ہر قسم کے جلے کٹے چھوٹے زہریلے جانوروں کے کاٹے پر لگانے سے فوراً آرام ملتا ہے۔ داد، خارش، کھجلی میں بے حد مفید ہے۔

(۳) زخم بھرنے میں معاون ہے: ایلوویرا میں وٹامن سی اور وٹامن ای کی کثیر مقدار پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس میں کیلشیم پوٹیشیم اور زنک کے اجزاء موجود ہیں اور زخم مندمل کرنے میں یہ معدنی اجزاء اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(۴) کیراٹولک ایکشن: Keratolic Action مردہ کھال اور کمزور پڑتی ہوئی جلد کو یہ ٹھیک کرتا ہے یا اس کی جگہ نئی جلد پیدا کرتا ہے اس کے استعمال سے نسوں میں گردش کرنے والے خون میں تیزی آتی ہے، نسوں کی تمام رکاوٹوں کو دور کرتا ہے۔

(۵) اینٹی بائیوٹک عمل (Antibiotic Action)

(الف) یہ بہت سے بیکٹیریا کو بالخصوص سلمونیلا اور اسٹے فائیلوکوسس (Staphylocaccus Salmonella) جس کی وجہ سے پیپ پیدا ہوتی ہے۔ جیسے جراثیم کو ختم کرنے میں بہت مدد کرتا ہے۔

(ب) اینٹی وائرل عمل: ایلوویرا میں وائرس سے لڑنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ لیکومیا کی وجہ سے جو دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں ان کو ختم کرنے میں بے حد معاون ہے۔ AZT اور HIV جراثیم کا مقابلہ کرنے میں بھی بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(ج) اینٹی فنگل ایکٹیوٹی (Antifungal Activity) ہاتھوں پیروں کی گھائیوں میں اور بغلوں میں نمی پیدا ہوجانے سے جو شکایت پیدا ہوتی ہے ایلوویرا لگانے سے یہ شکایت ختم ہوجاتی ہے۔

(۶) جسم کے خلیے دوبارہ بناتا ہے: ایلوویرا میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ یہ ہارمون کی افزائش میں اضافہ کرتا ہے اور مردہ جلد کو ہٹا کر اس کی جگہ قدرتی طور پر نئی کھال پیدا کرتا ہے۔ ایلو میں چونکہ کیلشیم کی مقدار موجود ہوتی ہے اس کی وجہ سے یہ جسم کے خلیوں میں موجود پانی کی مقدار کو اندرونی اور بیرونی طور پر ملائم رکھتا ہے اور جسم کے تمام سیلز کو تندرست رکھتا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آگے چل کر ایلوویرا جلدی کینسر کی بیماریوں میں بے حد معاون ثابت ہوگا۔ ڈاکٹر فیتھ جو کہ ٹیکساس یونیورسٹی میں کینسر سینٹر کی ایم ڈی ہیں ان کا کہنا ہے کہ انسانی جسم میں جو کینسر کے جراثیم پیدا ہوجاتے ہیں ان کو ختم کرنے میں ایلوویرا ایک بہترین دوا ثابت ہوگا۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایلوویرا میں ۱۷ امینوایسڈ پائے جاتے ہیں جن کا انسانی جسم میں پروٹین اور ٹشو بنانے میں بے حد اہم کردار ہوتا ہے اور انہی کی وجہ سے جسم کے تمام سیل اور ٹشو بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایلوویرا میں کیلشیم، فاسفورس، کاپر، آئرن، میگنیشیم اور سوڈیم جیسے معدنی اجزاء پائے جاتے ہیں۔

(۷) ایزجائزر (Energizer): ایلوویرا عمدہ میٹابولزم پیدا کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے جسم کو ملنے والی الرجی جس کا ہمارے جسم میں بے حد اہم کردار ہے ایلوویرا سے ملتا ہے۔ چونکہ اس میں وٹامن سی ہوتا ہے اس وجہ سے یہ کارڈیو ولیسکولر سسٹم کو صحیح طریقے سے چلانے میں مدد کرتا ہے اور سرکولیشن سسٹم کو بحال کرتا ہے۔ وٹامن سی چونکہ جسم خود پیدا نہیں کرتا ہے وٹامن سی کو ہمیں باہری طریقے سے ہی حاصل کرنا ہوتا ہے یہ وٹامن جسم کے امیون سسٹم کو مضبوط کرنے میں بہت اہم ہوتا ہے ساتھ ہی ساتھ اس وٹامن کا سرکولیٹری سسٹم، نظام ہضم اور بیماریوں سے لڑنے میں اہم رول ہوتا ہے۔

(۸) ہاضمہ (Digestive) ایلو میں بڑی تعداد میں انزائم پائے جاتے ہیں۔ کچھ انزائم تو جسم خود ہی پیدا کرتا ہے لیکن کچھ انزائم جسم پیدا نہیں کرتا جسم کو یہ انزائم باہری طریقے سے حاصل کرنے ہوتے ہیں۔ نظام ہضم کے طریقے میں انزائم ان کو پروٹین میں تبدیل کرتا ہے اور اسے امینوایسڈ کمپونیٹ میں تبدیل کرتا ہے۔ تبدیل شدہ جز کو بڑی آنت جذب کرلیتی ہے اور پھر اس کو سرکولیٹری سسٹم میں پہنچا دیتا ہے۔ ایلوویرا کا ایک جز ایلوائین کہلاتا ہے جو کہ Laxative میں استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ایلوائین ایلوویرا کے پتے کے Outerrind سے حاصل کیا جاتا ہے۔ گیسٹر وانٹسٹائنل شکایت میں ایلو معدے کے خالی ہونے کے نظام میں کمی لاتا ہے اور معدے سے ہائیڈروکلورک ایسڈ کے خارج ہونے کی رفتار کو کم کرتا ہے انزائم اور پیپسن کے اخراج کو کم کرتا ہے۔ ایلوویرا کا ہلکا ڈوز لینا بہتر ہوتا ہے۔ ایک یا دو آؤنس ایک دن میں لینا ٹھیک ہے اور اس کے بعد باریکی سے مشاہدہ کریں کہ آپ کا جسم اس کا کیا ردّ عمل ظاہر کرتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی مقدار بڑھانی چاہئے۔

(۹) ڈی ٹاکسی فکیشن (Detoxification) ڈی ٹاکسی فکیشن = ایلی منیشن + ری جنریشن + ایسی ملیشن۔ ایلوویرا میں چونکہ پوٹیشیم ہوتا ہے اس کی وجہ سے یہ گردے اور جگر کے نظام کو درست رکھتا ہے اور ڈی ٹاکسی فکیشن کے یہ دو انتہائی اہم حصے ہیں۔ ایلوویرا میں یورنیک ایسڈ پایا جاتا ہے جس سے سیلز میں ٹاکسک میٹریل کو تقویت ملتی ہے۔ ایلوویرا کا استعمال کرنے پر شروع میں اجابت پتلی ہوسکتی ہے کیونکہ ایلوویرا کا سب سے پہلا عمل یہ ہوتا ہے کہ یہ آنتوں کی اندرونی جلد پر جمی ہوئی تمام غلاظت اور جراثیم کو ختم کرنا شروع کرتا ہے۔ ایک طرح سے یہ آنتوں کی صفائی کا عمل شروع کرتا ہے۔

(۱۰) جلد کی ری ہائیڈریشن (Rehydration of the skin): ایلوویرا اندرونی طور پر اپنا عمل شروع کرتا ہے اور ضائع ہونے والا رقیق مادہ بحال کرتا ہے جلد میں اندرونی طور پر تباہ شدہ ٹشو بحال کرتا ہے جس کا اندازہ اوپری جلد کی بحالی سے کیا جاسکتا ہے۔ جلے ہوئے نشانات کو بتدریج کم کرنا شروع کرتا ہے۔ دھوپ کی تمازت سے کمہلائی ہوئی چہرے کی جلد اور جسم کے دیگر کھلے ہوئے حصوں کو اپنی اصل شکل میں لاتا ہے۔

(۱۱) غذائیت (Nutritional): ایلوویرا میں ۲۳ میں سے ۱۸ امینوایسڈ پائے جاتے ہیں جن کا کام پروٹین کے بلاک بنانا ہوتا ہے اور جن کی جسم کے سیلز اور ٹشوز کو سخت ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں انزائم بھی ہوتے ہیں جو کہ کاربوہائیڈریٹ اور چربی کو ختم کرتے ہیں۔ اس طرح یہ آنت کی مکمل طور پر صحت کا ضامن بن جاتا ہے۔ ایلوویرا میں مختلف وٹامن کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے جیسے وٹامن بی ۱، بی ۲، بی ۶، بی ۱۲، وٹامن اے، وٹامن سی، اس کے علاوہ اس میں منرل بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً کیلشیم، کاپر، فاسفورس، آئرن، میگنیشیم، میگنیز، پوٹیشیم اور سوڈیم۔

(۱۲) قدرتی طور پر صفائی کرتا ہے (Natural Cleanser): ایلوویرا میں چونکہ تیل ہوتا ہے اس لئے یہ صفائی کرنے میں قدرتی عمل شروع کردیتا ہے اس کے علاوہ چونکہ اس میں پروٹیو لٹک (Proteolitic) انزائم بھی پائے جاتے ہیں اس بناء پر یہ مردہ ٹشوز کو ختم کرتا ہے اور زخم مندمل کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

(۱۳) داد، خارش، کھجلی، جلن اور سوزش کو کم کرتا ہے داد، خارش اور کھجلی میں بہت مفید ہے۔

(۱۴) نسوں کو کھولتا ہے۔ (Dilates Vossals) بند نسوں کو کھولتا ہے۔ خون کے دوران میں روانی اور یکسوئی لاتا ہے۔

(۱۵) Great Vehicle of Transportation۔ ایلوویرا میں Lignin کی مقدار کی موجودگی کی وجہ سے یہ ہمارے جسم کے تمام مساموں میں اندر تک پہنچ جاتا ہے اور جلد کے وہ تمام مقامات جو انتہائی باریک ہوتے ہیں اور ان میں بیماریاں پیدا ہوتی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ایک سیل کا دوسرے سیل سے اور ایک ٹشو کا دوسرے ٹشو سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ اس رابطہ کو بحال کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں میڈیکل اور کاسمیٹک ادویہ میں ایلو کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ایلو کو اگر یوکلپٹس اور جوجویا کے ساتھ دیا جائے تو یہ درد کو ٹھیک کرتا ہے اور جسم کی تین تہوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کو Bee Propolis کے ساتھ دیا جائے تو یہ ایک انتہائی موثر جلد کی بیماریوں کی کریم کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کو ناریل کے تیل میں ملاکر استعمال کیا جائے تو چہرے کی جلد متاثر ہونے سے بچ جاتی ہے۔

(۱۶) ایلوویرا (باربا ڈینسیز) کا کوئی بھی سائڈ ایفکٹ نہیں ہوتا۔

(۱۷) ایلو کا استعمال دانتوں کے امراض میں (Aloe in Dentistry): اوکلاہوما یونیورسٹی کے ڈاکٹر ٹموتھی ای مور نے ایلوویرا کا استعمال دانتوں کے امراض میں تجربے کے طور پر کیا اور انتہائی اہم مثبت اثرات اور فائدے حاصل کئے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ایلوویرا کا ٹوتھ پیسٹ بنایا جائے تو یہ دانتوں کی مختلف بیماریوں جیسے مسوڑھوں سے خون آنا، منہ کی بدبو، مسوڑھوں کی سڑن، مسوڑھوں کا ورم، دانتوں کا درد وغیرہ کو ختم کردیتا ہے۔ ایلوویرا کو اگر جوجویا میں ملاکر استعمال کیا جائے تو پھٹے ہوئے ہونٹ اور تیز بخار کی وجہ سے مُنہ آجانا اور ہونٹ پھٹ جانا جیسے امراض میں بہترین کام دیتا ہے۔

(۱۸) ایلوویرا کا استعمال بیوٹی کیر میں: یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ قلوپطرہ اور نیفرٹیٹی اپنی خوبصورتی کو برقرار رکھنے کے لئے ایلوویرا استعمال کیا کرتی تھیں۔ اور آج کل تو ایلوویرا کا استعمال تمام بیوٹی پروڈکٹس میں کیا جاتا ہے۔ چہرے کی صفائی جس کو Facial کہا جاتا ہے آج کل بہت عام ہے اور اس سے چہرہ ملائم اور چمکدار ہوجاتا ہے۔ چہرے پر دھوپ، گرد وغبار، اور پولیوشن کی وجہ سے بہت اثر پڑتا ہے اور اگر چہرے کی حفاظت نہ کی جائے تو چہرے کی تمام معصومیت ختم ہوجاتی ہے۔ ایلوویرا میں چہرے سے متعلق دو اجزاء پائے جاتے ہیں۔ ایک Lignin (سیلولوز) اور دوسرا پول سیکرائیڈ (کاربوہائیڈریٹ) جو کہ جلد کی تینوں سطحوں تک پہنچ جاتا ہے اور یہ تین سطحیں Dermis، Epidermis اور Hypodermis کہلاتی ہے۔ ایلوویرا جلد کی تینوں سطحوں تک پہنچ کر بیکٹیریا، تیل، جس نے جلد کے مساموں کو بند کردیا ہوتا ہے صاف کرتا ہے اور ان کو قدرتی غذا۔ منرل وٹامن اور ۱۹ امینوایسڈ فراہم کرتا ہے۔ انزائم مہیا کراتا ہے جو کہ نئے سیل بڑھانے میں مدد کرتے ہیں اور مردہ سیل کو ہٹاتے ہیں اگر یہ استعمال نہ کیا جائے تو اپی ڈرمس ان سیل سے نجات نہیں پاسکتے نہ ہی جلد کا اندرونی تیل ختم ہوسکتا ہے۔ نتیجتاً جلد کی ملائم سطح کے مسامات بند ہوجاتے ہیں۔ پسینہ نکلنے کی وجہ سے مسامات اپنا عمل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ جس کی وجہ سے Infection پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ ایلوویرا میں چونکہ دوبارہ پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ مندمل کرنے کی صلاحیت اس کو ٹون کرنے کی صلاحیت اور جلد کے اندر تک سرایت کرجانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی موئسچرائزر کریم بنائی جاتی ہے۔ نائٹ کریم بنائی جاتی ہے اور جلد کی دوسری خرابیوں کو دور کرنے کی کریم بنائی جاتی ہے۔ ایلوویرا کا استعمال مسل Pain پٹھوں میں اکڑن دور کرنے کے لئے بھی کیا جاتا ہے شیمپو اور کاسمیٹک کی دیگر اشیاء میں ایلو کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل خاص بیماریوں میں ایلوویرا کا پودا ان بیماریوں کو ٹھیک کرنے میں، ان بیماریوں سے بچاؤ میں اور کنٹرول کرنے میں بہت زیادہ کارآمد ہے۔

●●

بقیہ: مسئلہ فلسطین......

بقیہ: مسئلہ فلسطین......

نظریں چرارہے ہیں اور جب کوئی دل انہیں ان کے جرم کی سزا دے گا تو فوراً دہشت گرد کا نعرہ بلند کریں گے۔

ہمیں غیروں سے کیا شکوہ خود عرب لیگ اور اسلامی کانفرنس ہی سوئی ہوئی ہیں۔ کوئی نہیں جو غذا اور ادویات پہنچانے کی بات کرے۔ اگر آج مسلم دنیا متحدہ ہوکر مغرب کی اشیاء کا بائیکاٹ کردے تو امریکہ اور مغرب کو دن میں تارے نظر آئیں گے یہی نہیں ایسی ہی کوئی بھی کوشش فلسطین اور اہل فلسطین کو ان کے حقوق دلاسکتی ہے مگر فی الحال ایسا ممکن نہیں کیونکہ آج فلسطینیوں کی امداد کا مطلب حماس کو تسلیم کرنا ہے اور حماس ظلم وجبر کے نظام کے خلاف ڈٹ جانے والی تنظیم ہے جسے روحانی غذا اخوان المسلمون سے ملی ہے اور اخوان کی دعوت اگر عام ہوئی تو پوری عرب قیادت کو اپنے روز وشب بدلنے ہوں گے ورنہ انہیں روند ڈالا جائے گا اور پھر انقلاب اور اسلام کا غلغلہ پورے عالم میں اپنی پوری قوت کے ساتھ نظر آئے گا۔ مظلوم فلسطینی عوام جس ستم کا شکار ہیں اس میں کچھ اپنوں کی عنایت بھی شامل ہے۔ یعنی

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

●●

غزہ میں اسرائیل کے جنگی جرائم

عرب لیگ نے اقوام متحدہ سے باقاعدہ درخواست کی ہے کہ اسرائیل کے جنگی جرائم پر اُس کے خلاف عالمی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں عرب لیگ کے نمائندے نے تقریر کرتے ہوئے اسرائیل کے جنگی جرائم کی تحقیق کے لئے خصوصی کمیٹی قائم کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ یہ مطالبہ اُس وقت سامنے آیا ہے جب حماس نے غیر معمولی مزاحمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناقابلِ شکست اسرائیل کی دہشت توڑ دی ہے۔ حالانکہ جس وقت اسرائیل نے اپنی متکبرانہ روایت کے مطابق فلسطینیوں کی نسل کشی اور حماس کا نام ونشان مٹاڈالنے کے لئے غزہ پر جارحیت کی تھی تو عرب لیگ، خلیج تعاون کونسل اور او آئی سی نہ صرف اسرائیل دہشت گردی کا تماشا دیکھ رہے تھے بلکہ حماس کو ہی اس مصیبت کا ذمہ دار قرار دینے کی کوشش کررہے تھے۔

اب تو اسرائیل نے بھی اعتراف کرلیا ہے کہ اسے حماس کے خلاف جنگ میں شکست ہوئی ہے۔ یہ اعتراف غزہ کی جنگ میں شریک ایک اسرائیلی اعلیٰ فوجی عہدیدار نے کیا ہے۔ اسرائیل حماس کی قید میں واحد اسرائیلی فوجی کو رہا نہیں کراسکا، نہ ہی حماس کی قوت توڑ سکا، بلکہ دنیا بھر میں رسوا ہوگیا ہے۔ دنیا کو معلوم ہوگیا ہے کہ اسرائیل نے غزہ کے فلسطینیوں پر ممنوعہ کیمیائی ہتھیار اور فاسفورس کے بم بھی استعمال کئے ہیں۔

حماس نے نہ صرف یہ کہ فلسطین کے مسئلے کو زندہ رکھا بلکہ اس تنظیم کی مزاحمت نے پورے عرب اور اسلامی دنیا میں بھی زندگی پیدا کی۔ اگر حماس اور فلسطین کی مزاحمت ختم ہوجاتی تو یہ عرب اور اسلامی دنیا کی بھی بدترین شکست کہلاتی۔ لیکن اس مزاحمت میں کسی بھی مسلمان ملک یا حکومت یا فوج کا کوئی کردار نہیں ہے۔ اب حماس کی مزاحمت اور فتح کے بعد عرب لیگ کی جانب سے اسرائیل کے جنگی جرائم کے خلاف اقوام متحدہ سے تحقیق کرانے کے مطالبہ کا بھی خیر مقدم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن زبانی اور رسمی اقدام کے بجائے حقیقی اقدام کیا جانا چاہئے۔ اب بھی ایسا محسوس نہیں ہورہا ہے کہ عرب اور مسلم ممالک نے اپنی پالیسی اور رویے میں کوئی تبدیلی پیدا کی ہے، حالانکہ حماس کی مزاحمت تمام مسلمان ملکوں کے لئے سبق ہے۔ اس کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ جنگوں میں تباہ کن ہتھیار کام نہیں کرتے بلکہ وہ جذبہ کام کرتا ہے جس کی وجہ سے ایک قوم نصرت الٰہی کی حق دار بنتی ہے۔ حماس نے تاریخ بدل دی ہے لیکن مسلم حکمراں بدلنے کو تیار نہیں ہیں۔

(جسارت)

POSTED ON 8 February 2009 AT DELHI R.M.S. LICENCE NO. U (D.N.) 41/ 2006- 08 TO POST WITHOUT PRE PAYMENT PAGES-8.

۱۰ر فروری ۲۰۰۹ء

TELEGRAM : ADDAWAH NEW DELHI-110025
PHONES: Editor: 26958816, Manager: 26949539, Fax:26958816
E-mail:- dawattrust@yahoo.co.in , dawaturdu@indiatimes.com

DAWAT SEHROZA
NEW DELHI-110025

R.N.I. No.522/57
DL (S) - 05 / 3128 / 2009 - 2011 & DL (S) - 05 / 3266 / 2006-08 (Foreign Post)

POSTAL REGISTRATION No.

گلوبل وارمنگ، خطرے کا سائرن

مسرت جبیں

پہاڑ کی فطری ڈھلوان پر بنا ایک گھر ہے، جس کے پہلے لیول پر کچن اور ڈرائنگ روم ہے۔ دو بڑے بڑے مٹی کے چولہے ہیں جو روز کچی مٹی سے لیپے جاتے ہیں۔ اور ان کے سامنے ہی تقریباً پندرہ بیس لوگوں کے بیٹھنے کی ہموار جگہ ہے، جس پر چٹائیاں بچھی ہیں اور پیڑھیاں اور مونڈھے دھرے ہیں۔ دوسرے لیول پر اٹھنے بیٹھنے اور سونے کے کمرے ہیں، جن کی دیواروں اور انگیٹھیوں کی دنیا جہاں کی چیزوں سے آراستہ کیا گیا ہے۔ مجھے دادی بتاتی ہیں کہ یہ سب تمہارے ابّا کلکتہ، ممبئی اور جانے کہاں کہاں سے لاد کر لاتے رہے ہیں۔

اس سے نچلے لیول پر ایک کھلا علاقہ ہے، جس کے بیچوں بیچ ایک بڑا سا حوض ہے، جس میں اوپر سے بہہ کر آنے والا چشمے کا پانی اسٹور ہوتا رہتا ہے۔ حوض سے ایک پائپ کی صورت میں آگے جانے والا پانی ایک بڑے احاطے میں گرتا ہے۔ سیمنٹ سے بنے اس احاطے میں برتن دھونے کی جگہ الگ بنی ہے اور دوسری طرف کپڑے دھونے کے لئے بالٹیاں، بٹ اور مگ رکھے ہیں۔ اسی لیول پر دوسری طرف غسل خانے اور ٹوائلٹ ہیں، جن کے ساتھ بڑے بڑے حمام رکھے ہیں، جن میں صبح سویرے لکڑیاں جلادی جاتی ہیں تاکہ سب کو ضرورت کے لئے گرم پانی ملتا رہے۔

اس پورے گھر کی ایک مجموعی شکل ہوگی، جو مجھے یاد نہیں۔ البتہ اس سے کافی نیچے جانوروں کے لئے بنی جگہ جہاں ایک طرف گائیں اور بکریاں بندھی ہیں اور دوسری طرف گھوڑوں کی مالش ہورہی ہے۔ اس احاطے میں اخروٹ، ناشپاتی، آڑو، خوبانی اور آلوچے کے پیڑ ہیں۔ وہ مجھے اوپر سے نظر آتے تھے مگر میں وہاں جا نہیں سکتی، کیونکہ وہاں کافی ڈھلوان ہے اور میری عمر اس وقت صرف پونے تین سال تھی۔

امی بتاتی تھیں کہ مقبوضہ پونچھ میں دادا کے اس گھر، جب ہم آخری بار گئے تو میں صرف پونے تین سال کی تھی، لیکن میرے تصور میں بسی یہی پرسکون اور خوب صورت تصویر آج بھی بہت واضح ہے۔ میں ناسٹیلجک (Nostalgic) بالکل نہیں ہورہی۔ صرف قدرت کی فیاضیوں کو یاد کررہی ہوں اور سوچتی ہوں کہ کیا ہماری آئندہ نسلوں کے نصیب میں فطرت کی یہ سب نعمتیں اور ان سے وابستہ سکون بھی ہوگا کہ نہیں؟

فطرت تو اب بھی مہربان ہے اور قدرت اب بھی فیاض۔ لیکن ہم نے شاید نادانی اور لاپروائی کی وجہ سے یہ صورت حال پیدا کردی ہے کہ بقول ماہرین، آنے والے وقت میں ایک بڑی تباہی ہماری منتظر ہے۔

دو ہفتے پہلے (۱۲ر جنوری) اسلام آباد میں ہونے والی ایک کانفرنس میں جس کا اہتمام ماحولیات کی وزارت Ministry of Environment نے ناروے اور برطانیہ کے تعاون سے کیا تھا۔ اس میں ڈاکٹر راجندر کمار پاچوری نے جو آئی پی سی سی (IPCC) (Inter Govermnet Panet On Climate Change) کے چیئرمین بھی ہیں اور پچھلے سال امریکہ کے سابق وائس پریزیڈنٹ الگور کے ساتھ امن کا نوبل انعام حاصل کرچکے ہیں۔ انہوں نے یہ دہشت ناک انکشاف کیا کہ پاکستان اس وقت ایک بڑی تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ کہنے والوں کے منہ میں خاک، لیکن بقول ان کے، یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں پانی کے مسائل اس وقت بھی گمبھیر ہیں، لیکن آنے والے وقتوں میں پانی کا حصول دشوار سے دشوار تر ہوتا جائے گا۔ جس سے فطری طور پر خوراک کی پیداوار بھی متاثر ہوگی اور ہماری برآمدات جن میں مچھلیاں اور جھینگے شامل ہیں، ان پر بھی اثر پڑے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آب وہوا کی تبدیلی کی وجہ سے سمندری پٹی پر واقع علاقے زیرآب آجائیں گے، جس سے لاکھوں لوگ متاثر ہوکر نقل مکانی پر مجبور ہوجائیں گے۔

گلوبل وارمنگ کی وجہ سے ہونے والی آب وہوا کی تبدیلی اور بدلتے موسمی حالات کا اثر جن چند ملکوں میں سب سے زیادہ محسوس کیا جائے گا، ان میں پاکستان بھی شامل ہے، کیونکہ پچھلے کچھ برسوں میں ساحلی علاقوں کے درجہ حرارت میں اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ شمالی علاقہ جات میں گرمی اور سردی کے موسموں میں ہونے والی معمول کی بارشوں میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ یہ سچ ہے کہ مختلف زمانوں میں لوگ اپنے اپنے طور پر ایسی تبدیلیوں سے نمٹتے رہے ہیں، لیکن اب جو سنگین صورت حال ہے، اس کے لئے نئے طریق کار وضع کرنے پڑیں گے۔ جناب یوسف رضا گیلانی کی حکومت نے اپنے طور پر اس تباہی کو روکنے یا اس کے اثرات کو کم کرنے کے لئے ٹھوس اقدامات کرنے کا وعدہ کیا ہے، لیکن ایک عام آدمی خود کو اس صورت حال کے لئے کتنا تیار کررہا ہے؟

اب ایک اور گھر کی تصویر ذہن کے پردے پر ابھر رہی ہے۔ یہ شاید جموں کے آس پاس کا کوئی علاقہ ہے۔ صرف تیز اور مسلسل برستی بارش اور کھپریل کی ڈھلوان چھتیں ہی ذہن میں ہیں۔ ہمارے گھر کے پیچھے دودھ گنگا (ایک چھوٹی ندی) بہتی ہے۔ جہاں سے استعمال کا پانی آتا ہے اور پینے کا پانی بہشتی کسی کنوئیں سے بھر کر لاتا ہے۔ لیکن ہفتہ بھر سے بغیر رکے تیز برستی بارش میں کوئی گھر سے نکل نہیں پایا اور پانی کی شدید قلت ہے۔ اب گھر کے سارے دیگچے اور بالٹیاں چھت سے بہتے پرنالوں کے نیچے رکھ کر بھری جارہی ہیں۔ اور بڑے بڑے دیگچے پانی ابالنے کے لئے چولہوں پر چڑھائے جارہے ہیں تاکہ کھانا پکانے اور پینے کے لئے پانی دستیاب ہوسکے۔ سچ ہے کہ ہر زمانے میں اور ہر حالت میں لوگ اپنے اپنے طریقوں سے مشکلات سے نمٹنے کا حل نکال ہی لیتے ہیں۔

جہاں تک خوراک کا تعلق ہے، ہمارے ہاں کھیتی باڑی کے لئے بہت سے علاقوں میں بارش کے پانی پر ہی انحصار کیا جاتا ہے، لیکن اکثر صورتوں میں طوفانی بارشوں کی پچاس فیصد پانی بہہ کر ضائع ہوجاتا ہے تو کیا ہم اس پانی کو ذخیرہ نہیں کرسکتے؟ حکومت کو تو چاہئے کہ بڑے پیمانے پر چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائے جہاں بارشوں کے پانی کو اسٹور کیا جاسکے۔ پہاڑوں سے بہہ کر آنے والے ندی نالوں کا نہ صرف پانی بلکہ اس کے ساتھ بہہ کر آنے والی مٹی بھی اتنی زرخیز ہوتی ہے کہ اسے سمندر تک یونہی بہہ کر ضائع ہوجانے دینا زیادتی ہوگی۔ حکومت کے علاوہ عام کسان اور دوسرے سارے لوگ جنہیں تھوڑی بہت گھاس پھوس اُگانے کا شوق ہے، انہیں چاہئے کہ اپنے اپنے زمین کے ٹکڑوں پر حوض بنائیں یا بڑے بڑے مٹکے زمین میں گاڑ کر ان میں بارشوں کا پانی اسٹور کرلیں۔ اس سے پودوں اور گھاس کو پانی دینے کی مشقت بھی بچتی ہے کیونکہ اس پانی کی نمی خود بخود زمین میں شامل ہوتی رہتی ہے۔

لیکن پانی کو ذخیرہ کرنے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہم گھروں اور دوسری جگہوں پر پانی کے بے تحاشہ اور بے دریغ استعمال سے خود کو روکیں، بے مقصد کوئی نل کھلا نہ رہے، کوئی ٹونٹی ٹپکتی ہوئی نہ ہو۔ (قطرہ قطرہ مل کر واقعی دریا بن جاتا ہے) برتن دھونے کے لئے کسی بڑے برتن میں پانی لے کر انہیں دھویا جائے، کھلے نل کے نیچے بہت پانی ضائع ہوجاتا ہے، اسی طرح نہانے کے لئے بالٹی میں پانی لے کر نہائیں اور آخر میں کچھ لمحوں کے لئے شاور استعمال کرلیں۔ پورا وقت شاور کھول کر نہانے سے بہت سا پانی بے کار بہہ جاتا ہے۔ اسی طرح حکومت کو چاہئے کہ وہ بڑے پیمانے پر ایسے فلش سسٹم متعارف کروائیں، جیسے دنیا کے بیشتر ممالک میں (اور محدود پیمانے پر ہمارے ہاں بھی) استعمال ہورہے ہیں۔ جن میں ہر بار فلش کی پوری ٹنکی خالی کرنے کی بجائے ضرورت کے مطابق آدھی یا پوری ٹنکی فلش کی جاسکتی ہے۔

مقصد صرف ایک ہے کہ پانی کی زیادہ سے زیادہ حفاظت اور قدر کی جائے۔ اگر آج ہم نے ایسا انتظام نہ کیا تو اندیشہ ہے کہ ہماری آئندہ نسلیں نہ صرف پانی کو ترسیں گی بلکہ خوراک کے اعتبار سے بھی زمین انہیں بنجر ہی ملے گی۔ خدا ہمارے بچوں کے نصیب اچھے کرے۔ لیکن ایسا تب ہی ممکن ہے، جب ہم آج سے ہی اس کی منصوبہ بندی شروع کردیں۔ صرف پانی کی بچت اور بالکفایت استعمال ہی کی نہیں، آنے والے برسوں میں کرۂ ارض کے ماحول میں ہونے والی دوسری تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہونے کی بھی ضرورت ہے۔ مشکل دور افراد اور قوموں پر آتا رہتا ہے۔ لیکن دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آنے والے نامہربان وقت کے لئے ہر سطح پر ابھی سے تیاری شروع کردیں۔

●●

بقیہ: تنہا چلنے کی پرانی روش......

میں کیا خیال ہے، مثال کے طور پر اُترپردیش اور بہار، جھارکھنڈ اور اتراکھنڈ وغیرہ، یہ ریاستیں کلیدی رول ادا کرتی ہیں۔ لیکن اترپردیش میں ملائم سنگھ یادو کے ساتھ اس کی قربت بڑھ رہی ہے۔ اترپردیش اور بہار کی صورتحال بہت عجیب وغریب ہے۔ جہاں اترپردیش میں اس وقت اقتدار پر بہوجن سماج پارٹی قابض ہے جو قابل اعتماد اتحادی کبھی بھی ثابت نہیں ہوئی ہے لیکن دوسرے نمبر پر ملائم سنگھ یادو کی سماج وادی پارٹی ہے اور تیسرے نمبر پر بھارتیہ جنتا پارٹی ہے، باقی چھوٹے گروپ ہیں۔ ان میں اہمیت ایس پی اور بی ایس پی کو حاصل ہے۔ کانگریس بہت پیچھے ہے۔ ظاہر ہے یہاں اس کا اگر کسی جماعت کے ساتھ انتخابی سمجھوتہ ہوتا ہے تو اس کی حیثیت نمبر دو کی ہوگی۔ سیٹوں کے بٹوارے میں اسے کم پر راضی ہونا پڑے گا۔ یہی حالت بہار میں بھی ہے۔ جہاں اس وقت این ڈی اے کی حکومت ہے لیکن یہاں کانگریس کی ایک اتحادی جماعت راشٹریہ جنتادل ہے جو کبھی اقتدار میں تھا۔ لیکن اب اس کی حالت بھی پہلے کی طرح مضبوط نہیں رہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ بہار میں حکومت تو این ڈی اے کی ہے مگر بی جے پی کو یہاں اس طرح کی آزادی نہیں ہے جیسی مرکز میں تھی اور پھر اس وقت بی جے پی کے اندر بھی خلفشار کی کیفیت ہے۔ شاید اس لئے کانگریس نے یہ امید باندھی ہے اگر وہ اس بار انتخابی میدان میں تنہا اُترنے کا جوا کھیلے تو نقصان میں نہیں رہے گی بلکہ اس طرح اسے اپنے اتحادیوں پر دباؤ بنائے رکھنے کا موقع بھی ملے گا۔

(ش ر)

بقیہ: اسرائیلی جارحیت سے......

زیادہ بچے سامنے آئے تاکہ وہ اقوام متحدہ کے حکام کو اپنا اندراج کراسکیں جس کے بعد عالمی ادارے کی جانب سے ان کے خاندانوں کی امداد کی جائے گی۔ ایک بارہ سالہ شرمیلا لڑکا انس بھی بچوں میں شامل تھا جو ہیڈ ماسٹر صاحب کے اعلان پر اسٹیج کی جانب آیا تھا۔

اس نے بتایا ’’انہوں نے ہمارے مکان کو تباہ کردیا اور میرے پانچ ہمسایوں کو شہید کردیا، یہودی ہمارے بہت قریب آگئے تھے‘‘ وہ جب یہ بات بتارہا تھا تو اپنی بھوری آنکھوں کے ساتھ کہیں بہت دور اپنے مستقبل کی ایک دھندلی سی تصویر بھی دیکھنے کی کوشش کررہا تھا۔

انس نے دوسرے بچوں کی طرح بڑے سادہ الفاظ میں اور ایک ہی جملے میں اسرائیلی جارحیت کے بارے میں اپنا تجربہ بیان کردیا تھا، ہیڈ ماسٹر ریاض صاحب نے بتایا کہ ’’اسکول لگنے کے بعد ابتدائی چند ایام میں بچوں کی کونسلنگ کی جائے گی اور اساتذہ بچوں کو اپنا احوال بیان کرنے میں مدد دیں گے۔‘‘ انہوں نے بتایا کہ ’’جماعتوں میں اساتذہ طلبہ کی اس بات میں حوصلہ افزائی کریں گے ان کے ساتھ اسرائیلی حملوں کے دوران جو کچھ بیتی، اسے اپنے الفاظ میں بیان کریں یا اس کی تصاویر بنائیں یا پھر انہیں لکھ کر بیان کریں۔‘‘

انروا نے غزہ میں جنگ کے بعد نفسیاتی مسائل کا شکار ہونے والے بچوں کی بحالی کے لئے مشاورت کی غرض سے تقریباً دو سو کونسلرز مقرر کئے ہیں اور اس کا مزید کونسلرز بھی بھرتی کرنے کا ارادہ ہے۔ واضح رہے کہ انروا غزہ کی پٹی کی پندرہ لاکھ میں سے زیادہ تر آبادی کو خوراک اور خدمات مہیا کرتی ہے۔

انروا کے ترجمان کرسٹوفر گنس کا کہنا ہے کہ ’’ذرا تصور کریں کہ کونسلرز اور طلبہ کے درمیان کس قسم کی گفتگو ہونے جارہی ہے۔ اس وقت ہزاروں سہمے ہوئے بچے آج سے اسکول آرہے ہیں۔‘‘ (العربیہ، ٹی وی)

دعوت

پرنٹر، پبلشر خلیل احمد نے دعوت ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی جانب سے ایرانین آرٹ پرنٹرز قاسم جان اسٹریٹ بلیماران دہلی ۱۱۰۰۰۶ میں برائے دعوت آفسیٹ پرنٹرز چھپوا کر دفتر ’’دعوت‘‘ ڈی ۳۱۴، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی ۲۵ سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: پرواز رحمانی

اسسٹنٹ ایڈیٹر: شفیق الرحمن

سب ایڈیٹرس: محمد صبغۃ اللہ ندوی، عقیدت اللہ قاسمی عمیر کوٹی ندوی، اشرف علی بستوی

گرامر کی دو اہم کتابیں

📖 جنرل انگلش فور جونیرس (اُردو میڈیم) — ایس عبداللہ — Rs.65/-
General English for Juniors
اردو میڈیم کے طلبہ وطالبات کے لئے انگریزی گرامر اور کمپوزیشن کی ایک آسان کتاب، کتاب کی کچھ جھلکیاں:
☆Translation---on structural Base☆Parts of speech---Recognition and Function☆Direct and indirect Narration ☆Active and Passive Voice☆Usage of the Capital Letters and Punctuation Marks☆Correct Spellings☆Essay Writing (Discriptive Essay)☆Letter Writing (Friendly Letters and Applications) Etc.

📖 جنرل انگلش فور یو (اُردو میڈیم) — ایس عبداللہ — Rs.80/-
General English for You
اُردو میڈیم کے طلبہ وطالبات کے لئے انگریزی گرامر اور کمپوزیشن کی ایک قابل اعتماد کتاب۔ کتاب کی کچھ جھلکیاں:
☆Including Parts of Speech☆ Direct and indriect Narration Panctuation☆ Spelling-Words fromation - Translation☆Essay and Letter Writing Etc.

یہ خیال درست ہے کہ اپنے موضوع پر یہ کتاب منفرد شان کی حامل ہے۔ دینی جامعات کے انگریزی نصاب کے لئے یہ خاص طور پر بڑی مفید ثابت ہوسکتی ہے۔
(معارف، دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

نوٹ: مفصل فہرست کتب اور دیگر اسلامی اداروں کی کتب کے لئے ہم سے رابطہ کریں

مدھر سندیش سنگم
E-20 ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025
فون 91-11-26953327، فیکس 91-11-23276741، موبائل 09212567559

جموں وکشمیر یتیم خانہ سری نگر

ایک تعارف

یہ ادارہ ★ دو ہوسٹل چلاتا ہے جن میں چار سو یتیم بچے رہتے ہیں ★ یتیموں کے لئے ایک چیریٹیبل ہائر سکنڈری اسکول چلاتا ہے ★ مختلف آبادیوں میں دستکاری کے ساتھ چیریٹیبل مراکز چلاتا ہے ★ چار سو بیواؤں کو ماہانہ امداد دیتا ہے ★ ایک سو معذور افراد کو مالی امداد فراہم کرتا ہے ★ یتیم بچیوں کو مالی امداد دے کر شادی کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے ★ تعلیم کے لئے سو یتیم بچیوں کی مدد کرتا ہے ★ ہائیر اور ٹیکنیکل تعلیم کے لئے منتخب شدہ یتیم بچوں کی مالی امداد کرتا ہے ★ غریب، نادار اور محتاج مریضوں کی روزانہ امداد کرتا ہے

اس یتیم خانے کا معائنہ کیجئے

اور ہماری عملی خدمات اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔ ہر چیز کھلی ہے، حسابات چیک ہوتے ہیں۔ ۰۹-۲۰۰۸ء کا بجٹ تقریباً دو کروڑ روپے ہے۔ ہم اپنی یہ خدمات بلالحاظ مذہب وملت پیش کرتے ہیں۔ بس آخرت میں اچھے اجر کی طلب اور دوزخ سے پناہ مطلوب ہے۔

اپنے عطیات اس نام سے بھیجیں

"J & K YATEEM KHANA, A/C No. SB7378"
JK Bank, Chawri Bazar, Delhi-110006

ایس اے بخاری (چیئرمین)
09419059772

Jammu & Kashmir Yateem Khanah (Orphanage)
Bemina - Chatabal Crossing, Srinagar - 190010
Ph.: 0194 - 2471707, Mob.:09419056249, 09419059133,
Fax:0194-2481056

گوشۂ عافیت
مزمل منزل کمپاؤنڈ، دودھ پور، علی گڑھ 202002

آئندہ تعلیمی میقات ۱۰-۲۰۰۹ء میں علی گڑھ کے معیاری اسکولوں میں داخلے کے لئے ایسی مسلم بچیوں کے سرپرستوں سے درخواست طلب کرتا ہے۔ جو :

☆ یتیم اور مفلوک الحال ہوں ☆ پڑھنے کی خواہش مند ہوں ☆ عمر پانچ تا دس برس ہو

ایسی بچیوں کی مکمل معیاری تعلیم وتربیت، لباس ورہائش، خوردونوش وغیرہ کے مکمل اخراجات کی کفالت، گوشۂ عافیت کے ذمہ ہوگی۔ بچیوں کی نگہداشت کے لئے اسلامی طرز کے مطابق باپردہ تعلیم یافتہ خواتین کا انتظام ہے۔

خواہشمند سرپرست داخلے کے لئے مورخہ ۲۸ فروری ۲۰۰۹ء تک ’’گوشۂ عافیت‘‘ مزمل منزل کمپاؤنڈ، دودھ پور، علی گڑھ، کے پتے پر درخواستیں ارسال فرمائیں۔
مزید تفصیلات کیلئے فون نمبر پر بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ امان اللہ خاں (چیئرمین)
09219403631-09412757393-09358256899

طاقت سے بھرپور بخشی کا صحت بخش ٹانک

شربت اکسیر

جسمانی کمزوری دُور کرنے میں بے مثال

ایس اے بی بخشی کمپنی
۳۲، مولانا شوکت علی اسٹریٹ (کولوٹولہ) کولکاتا-۷۳
Phones: 033-22373039, 033-22377646

دہلی اسٹاکسٹ: ☆ جگمگ اسٹور نیو ورائٹی اسٹور، لال کنواں (نزد ہمدرد) دہلی

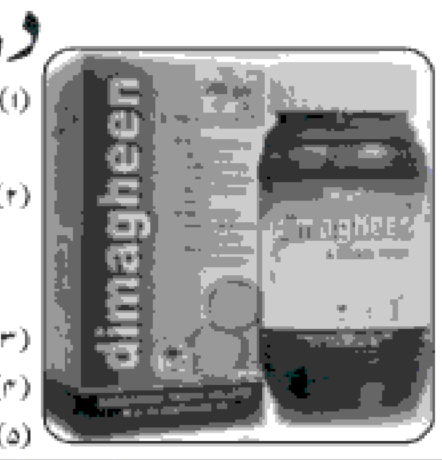

دماغین برین ٹانک

(۱) دماغین ہر عمر کے ذہنی وجسمانی طور سے مصروف لوگوں کے لئے مددگار ہے
(۲) دماغین میں دوائی وغذائی اجزاء سے بھرپور مشہور پھل آملہ جزء اعظم کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ جس میں وٹامن ’’سی‘‘ سب سے زیادہ اور ساتھ میں کیلشیم اور فولاد بھی پایا جاتا ہے۔
(۳) دماغین یکسوئی کو بڑھاتا ہے۔ اور تھکان کم کرتا ہے۔
(۴) دماغین منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے اور ہضم کی اصلاح کرتا ہے۔
(۵) دماغین خوش ذائقہ تازگی وتوانائی سے بھرپور ایک یونانی دوا ہے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۲۰۰۸ کی نئی کتابیں

کتاب	مصنف	قیمت
تعمیر معاشرہ اور مساجد	مولانا امیرالدین مہر	65/-
وابستگان تحریک اسلامی کی تربیت	سید شکیل احمد انور	8/-
نفس مطمئنہ کی طرف	ایس، امین الحسن	40/-
سرمایہ دارانہ نظام ایک چیلنج	ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی	34/-
دعوت وتربیت ۔ اسلام کا نقطۂ نظر	مولانا سید جلال الدین عمری	50/-
ماثورات	حسن البنا شہیدؒ	32/-
تفہیم القرآن۔ ایک کتاب انقلاب	پروفیسر خورشید احمد	10/-
اسوۂ دعوت	خرم مرادؒ	10/-
مستقبل آپ کا منتظر	خرم مرادؒ	6/-
رخصت وعزیمت	خرم مرادؒ	6/-
دعوت اسلامی اور ہمارا طرز عمل	ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی	36/-
تحریک اسلامی کا عام کارکن	خرم مرادؒ	10/-
مالیات میں اسلامی ہدایات کی تطبیق	پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی	20/-
عبادت کے ۲۳ نسخے	بدیع الزماں سعید نورسی	10/-
تحریک اسلامی میں تربیت کا معیار مطلوب	سید شکیل احمد انور	12/-
اعتکاف	ڈاکٹر تابش مہدی	8/-
صنفی تفریق اور اسلام	ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی	16/-
خطبہ عیدالفطر	مولانا سید جلال الدین عمری	6/-
اسلام کا تصور حیات اور اجتماعی زندگی کی ذمے داریاں	ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی	14/-
نقوش تربیت	مصطفی محمد طحان ترجمہ: تنویر آفاقی	70/-
ہندستانی مذاہب میں توحید، رسالت اور آخرت	مفتی محمد مشتاق تجاروی	8/-
کتاب نامہ	شعبۂ ادارت	15/-
مولانا مودودیؒ کی مختصر آپ بیتی	محمد یوسف بھٹہ	16/-

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی۔ ۲۵
Post Box. 9752, Jamia Nagar, New Delhi-110 025
Phones:26971652,26954341, Fax:26947858
E-mail: mmipublishers@gmail.com Website: www. mmipublishers.net

جامعۃ الصّفۃ ورنگل

دعوت دین واقامت دین کے لئے ایک تعلیمی تحریک

الحمدللہ! جامعۃ الصفۃ ورنگل اپنا پانچواں تعلیمی سال مکمل کرکے چھٹے سال کا سفر طے کررہا ہے اور اپنے طے کردہ مقاصد کے تحت پیش قدمی کررہا ہے۔ پانچ سال کی مختصر سی مدت میں بفضلہ تعالیٰ گزشتہ دو سالوں میں ۱۰ طلبہ نے حفظ کی تکمیل کی ہے اور امسال اللہ کے فضل وکرم سے مزید ۱۴ طلباء حفظ قرآن کی تکمیل کرچکے ہیں۔

جامعہ کا شعبہ عالمیت

جامعہ کے شعبہ عالمیت میں عربی اول تا چہارم جماعتیں قائم ہیں جس میں تشنگان علم وخادمان دین اپنے علم کی پیاس بجھا رہے ہیں تاکہ وہ معاشرہ میں منصبی کردار ادا کرسکیں۔ جامعہ میں تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ طلباء کی کردار سازی اور اسلامی فکر کی پختگی پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔ جامعہ میں اس وقت ۱۴۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں اور تقریباً سارے ہی طلبہ دارالاقامہ میں مقیم ہیں ان کی تعلیم، رہائش وطعام کے اخراجات اہل خیر حضرات کے تعاون وسرپرستی سے مکمل کئے جاتے ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے) الحمدللہ! طلباء کو تلگو وانگریزی زبان بھی پڑھائی جاتی ہے تاکہ وہ برادران وطن میں دعوت دین کا کام انجام دیا جاسکے۔

شعبہ تدریب ائمہ

جامعۃ الصفہ ورنگل میں اس سال تدریب ائمہ کا دو سالہ کورس شروع کیا جارہا ہے۔ جس میں ایسے طلباء کو داخلہ دیا جائے گا جو کم ازکم آٹھویں جماعت کامیاب ہوں نیز جو اُردو یا تلگو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں اور بالخصوص دیہات کے رہنے والے ہوں۔ ان طلباء کو دوران تعلیم ماہانہ فی کس ایک ہزار روپے تعلیمی وظیفہ دیا جائے گا تاکہ طلباء اور اولیاء طلباء کو یکسوئی ہو اور طلباء دلجمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں اور ان طلباء کے قیام وطعام کی ذمہ داری جامعہ پر ہوگی۔ ہر طالب علم پر ماہانہ ڈھائی ہزار روپیوں کا خرچ ہوگا (Rs.2,500/-) ادارہ اس سال ۲۰ طلباء کو تدریب ائمہ کے لئے داخلہ کا منصوبہ بنایا ہے۔ تدریب ائمہ کے دو سالہ کورس کے دوران ان منتخب طلباء کو امامت اور خطابت کے اصول قرآن، حدیث وفقہ کے علم اور حالات حاضرہ کے تقاضوں سے واقف کروایا جائے گا۔ اس دو سالہ کورس کی تکمیل کے بعد دیہاتوں میں ان طلباء کی خدمات سے استفادہ کیا جائے گا۔

محترم بھائی! آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ قادیانیت اور عیسائیت کے مبلغین مختلف طریقوں سے دیہات کے بھولے بھالے مسلمان بھائیوں کو مالی رغبت دلاکر مرتد بنانے کی کوشش کررہے ہیں اور گاہے گاہے انہیں کامیابی بھی حاصل ہورہی ہے جب کہ شہروں میں رہنے والے مسلمان، صاحب ثروت اور اہل علم حضرات اس جانب خاطر خواہ توجہ نہیں دے پارہے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ دونوں فتنے امت مسلمہ کے لئے ایک بڑا مسئلہ بنے ہوئے ہیں مسلمانوں کو جہاں مختلف پہلوؤں سے کام انجام دینا ہے وہیں مساجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ بالخصوص ائمہ مساجد کو بھی تیار کرنا ہے جو دینی تڑپ رکھتے ہوں اور شہروں سے دُور دیہاتی پس منظر میں کام کے لئے آمادہ ہوں۔ جامعۃ الصفہ نے ایک طویل مدتی منصوبہ کے تحت اس اہم کام کو انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جس کے لئے خطیر رقم کی ضرورت ہے اس خصوص میں اہل خیر اور دین کا درد رکھنے والے احباب آگے آئیں اور ان طلباء کی کفالت کی ذمہ دار سنبھالیں۔ جامعۃ الصفہ اس اہم پراجکٹ کو اللہ کے فضل وکرم اور خیر خواہان دین وملت کے تعاون سے انجام دے گا۔ انشاء اللہ۔

تعاون کی شکلیں ☆ طلباء کی کفالت: تدریب ائمہ کے لئے فی طالب علم سالانہ -/30,000 روپے شعبہ حفظ کے لئے سالانہ -/10,000 روپے فی طالب علم ☆ شعبہ عالمیت کے لئے سالانہ -/12,000 فی طالب علم (مدت پانچ سال) ☆ اساتذہ کی تنخواہ کی شکل میں ماہانہ =/48,000 روپے ☆ تعمیری کام اور قرضوں کی ادائیگی کیلئے۔ **نوٹ:** جامعہ اپنے خیر خواہوں کو ابھی تک بارہ لاکھ روپے قرض واجب الادا ہے اس خصوص میں تعاون کی درخواست ہے۔

سرپرست جامعہ: حضرت مولانا سید جلال الدین عمری مدظلہٗ، امیر جماعت اسلامی ہند

JAMIA-TUS-SUFFAH
Deshaipet Road, Warangal, A.P. India

ناظم جامعہ: محمد خواجہ عارف الدین

Phone: +91-870-2424576, Cell:+91-9849004547 A/c No. 444351498 Indian Bank Mandi Bazar, Warangal A.P. INDIA